حصہ اوّل

(1)

سوال

شفعہ کی لغوی و اصطلاحی معنی تحریر کریں نیز وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب

شفعہ، شفع سے مشتق ہے اس کا لغوی معنی "ملانا" کیونکہ اس میں خریدی گئی شے کو شفیع کی جائیداد سے ملانا ہوتا ہے اس لئے اسے شفعہ کہا جاتا ہے

معنی اصطلاحی "تملک البقعة جبرًا على المشترى بما قام عليه بالشركة او الجوار"

کسی جگہ کا مالک بننا مشتری پر جبر کرتے ہوئے شرکت یا جوار کے ذریعہ اب چاہے شرکت فی نفس المبیع ہو یا شرکت فی حق المبیع ہو۔

سوال۔

شفعہ کے مستحق کون ہیں مع الدلائل قلمبند کریں۔

جواب۔

شفعہ 3 افراد کیلئے ثابت ہوتا ہے (۱) شریک فی نفس المبیع (۲) شریک فی حق المبیع (۳) جار

اور ان تینوں میں ترتیب بھی مدنظر رہے اولاً شریک فی نفس المبیع ثانیاً شریک فی حق المبیع ثالثاً جار کو شفعہ ملے گا۔

الدلائل۔

۱۔ حضور علیہ السلام کا فرمان الشفعة لشريك لم يقاسم

۲۔ فرمان نبوی علیہ السلام جار الدار احق بالدار والارض ينتظر له وان كان غائبا اذا كان طريقهما واحداً

۳۔ الجار احق بسقبه، الجار احق بشفعته۔

سوال۔

جار کیلئے شفعہ ہوگا کہ نہیں اختلاف آئمہ بالدلائل لکھیں

جواب۔

آئمہ احناف کا موقف ہے کہ جار کیلئے شفعہ ہوگا آئمہ شوافع کا موقف ہے کہ جار کیلئے شفعہ ثابت نہیں ہوتا

دلائل شوافع

١۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ شفعہ مال غیر منقسم میں ہوتا ہے تو جب حدود واقع ہو گئی اور راستے جداگانہ ہو گئے تو اب اس میں شفعہ نہیں ہوگا کیونکہ اب وہ تقسیم شدہ ہو گیا اور شفعہ ہے مال غیر منقسم میں لہٰذا اب اس میں شفعہ نہیں ہوگا اور پڑوسی و ورود شرع کے معنی میں نہیں ہے

٢۔ کیونکہ حق شفعہ خلاف قیاس ہے اس وجہ سے کہ اس میں غیر کے مال کا بغیر اس کی رضامندی کے مالک ہوتا ہے اور قیاس اس بات کو صحیح نہیں سمجھتا ہے قیاس کا تقاضہ تو یہ ہے شفعہ کسی کیلئے بھی ثابت نہ ہو مگر بٹوارے کی پریشانی کے پیش نظر شریک فی عین المبیع کیلئے شفعہ کو ثابت مانا گیا ہے کیونکہ اس صورت میں شریک کو بٹوارے کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا رہا جار کیلئے تو اس کیلئے تو ضرر تقسیم نہیں ہے

جس کیلئے ضرر ہے ہم اس کیلئے شفعہ کے قائل ہیں جس کیلئے ضرر نہیں ہم اس کیلئے شفعہ کے قائل نہیں ہے

دلائل احناف۔

ایک تو ہماری روایت کردہ احادیث ہیں نیز یہ کہ جار کی ملک مشتری کی ملکیت کے ساتھ تابیدی و قراری کے ذریعہ متصل ہے لہٰذا اسکو حق شفعہ ملے گا جب معاوضہ بالمال موجود ہوگا

اور اتصال تابیدی و قراری تو اس کی ضرر کو دفع کرنے کیلئے ہیں اور اس کے حق میں ضرر تو قوی ہے ضرر تقسیم سے کہ یہ مشروع ہے مگر شفیع کے حق میں ضرر وہ زیادہ ہے اور وہ اسکو آبائی خطہ زمین سے دور کرنا ہے لہٰذا اب اس ضرر کو دفع کرنے کیلئے بہتر یہی ہے کہ شفیع کو حق شفعہ دیں

یعنی پڑوسی کی ضرر دور کرنے کیلئے اس کو شفعہ دیں گے

سوال

مستحقین شفعہ کا مابین ترتیب کیا ہے نیز سب سے زیادہ مستحق کون ہے۔

جواب
حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ الشریک احق من الخلیط والخلیط احق
من الشفیع۔
اس میں شریک سے مراد شریک فی نفس المبیع ہے نیز خلیط شریک
فی حق المبیع ہے اور شفیع جار ملاصق ہے یہ ترتیب ہے
شریک فی نفس المبیع سب سے زیادہ مستحق ہے کیونکہ اس کا اتصال
قوی ہے اور ہر ہر جزء میں اتصال ہے
اسکے بعد پھر شریک فی حق المبیع کا درجہ ہے کیونکہ اسکی شرکت منافع ملک میں
ہے اور ترجیح قوۃ سبب سے ہوتی ہے شریک فی نفس المبیع کو ترجیح
ملی ہے قوۃ سبب کی بنیاد پر اور چونکہ تقسیم ضرر گرچہ صلاحیت علت
نہیں رکھتی مگر مرجح قرار پائے گی شریک فی نفس المبیع کو حق شفعہ ملا
ضرر تقسیم سے بچاتے ہوئے اب یہ اس کیلئے مرجح بنی ہے

سوال۔
جناب کیا شریک فی نفس المبیع کی موجودگی میں شریک فی حق المبیع
یا جار ملاصق کو شفعہ ملے گا نیز اگر خود ہی شفعہ سپرد کردے تو۔

جواب۔
شریک فی نفس المبیع کی موجودگی میں ان حضرات کو شفعہ نہیں ملے
چونکہ ہم ماقبل ذکر کرچکے ہیں شریک فی نفس المبیع کا حق ان سب
حضرات پر مقدم ہے۔
اگر خود شفعہ تسلیم کرلے تو اب شفعہ شریک فی حق المبیع کو ملے گا
اگر وہ خود بھی آگے تسلیم کردے تو پھر جار ملاصق کو حق شفعہ حاصل
ہوگا کیونکہ ہم ماقبل یہ ترتیب بیان کرتے آئیں ہیں۔
امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ سے روایت ہے شریک فی نفس المبیع کے ہوتے ہوئے
کسی اور کو شفعہ حاصل نہیں چاہے اس نے شفعہ لے لیا ہو یا تسلیم کرلیا
ہو کیونکہ وہ تمام کے تمام روکا گیا از روئے شرع کہ انکو تب ہی ملے گا
کہ جب وہ لے لے
لیکن ظاہر الروایۃ میں یہ ہے کہ سبب شفعہ (اتصال) تمام کے حق میں پختہ ہوچکا
ہے مگر شریک فی نفس المبیع کیلئے حق تقدم ہے لہذا اسکی نیز دگی سے دوسروں

کو حق شفعہ لینے کا حق حاصل ہے ۔ بمنزلہ دین صحت مع دین مرض کے ہے

سوال ۔
جار ملاصق سے کیا مراد ہے نیز بعض اوقات شریک فی نفس المبیع گھر کے بعض میں شریک ہوتا ہے تو کیا اس سے جار ملاصق مقدم ہونگے یا نہیں ۔

جواب ۔
حضور جار ملاصق سے مراد ہے وہ جار کہ جو دار مشفوعہ کے جانب میں رہائش پذیر ہوں اور اس کا دروازہ دوسری گلی میں ہو یعنی دیواریں ملی ہوئی ہوں ۔
نیز جو شریک فی نفس المبیع بعض میں شریک ہوتا ہے تو وہ مقدم ہوتا ہے اس جار ملاصق سے کہ جو منزل کی وجہ سے جار ہے اسی طرح شریک فی بعض المبیع اس جار پر بھی مقدم ہے کہ جو بقیہ دار میں جار ہے کیونکہ شریک فی بعض المبیع کا اتصال قوی ہوتا ہے جار ملاصق سے کیونکہ تمام گھر ایک ہے لہذا اس میں شریک کا حق مقدم ہوگا کیونکہ ترجیح قوۃ سبب سے ہوتی ہے اور سبب شفعہ اتصال ہے اور شریک فی المبیع کا اتصال قوی ہے نتیجۃً اس کا حق مقدم رہے گا باقیوں پر

سوال ۔
کیا طریق و شرب کا خاص ہونا ضروری ہے استحقاق شفعہ کیلئے نیز طریق و شرب خاص کی تعریف تحریر کریں ؟

جواب ۔
استحقاق شفعہ کیلئے طریق و شرب خاص میں شرکۃ ضروری ہے بلکہ شریک فی حقوق المبیع کا شرط
طریق خاص : یہ کہ وہ راستہ کھلا ہوا نہ ہو
شرب خاص : ایسی نہر کہ جس میں کشتیاں نہ چلتی ہوں جس میں کشتیاں چلتی ہوں وہ شرب عام ہے یہ طرفین کے نزدیک ہے
امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں طریق خاص یہ ہے کہ ایسی نہر ہو جس سے دو یا تین باغ سیراب کئے جائیں اور جو اس سے زائد ہو تو وہ (طریق) شرب خاص ہے

شریک فی المنافع کی ایک صورت یہ ہے کہ سکہ مستطیلہ غیر نافذہ سے ایک اور سکہ غیر نافذہ
نکلتی ہو اور اس حال میں کہ مستطیلہ ہو تو اب جب سفلی میں کسی گھر کو بیچا جائے
گا تو فقط سفلی والوں کو شفعہ حاصل ہوگا نہ کہ علیا
اور اگر علیا میں گھر کی فروخت ہوئی ہو تو پھر سفلی و علیا دونوں کو حق شفعہ حاصل
ہوگا اس کو دیکھیں
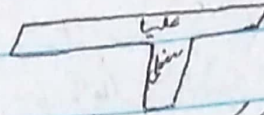
علیا
سفلی

اس میں سفلی میں گھر کی فروخت ہو تو فقط سفلی کو شفعہ حاصل ہوگا
اور اگر علیا میں گھر کی فروخت ہو تو علیا و سفلی دونوں کو شفعہ حاصل ہوگا
کہ سفلی والے شریک فی الطریق ہیں۔
اسی پر قیاس کرتے ہوئے صاحب ہدایہ علیہ الرحمۃ نے ایک صورت شریک
فی المنافع کی بیان فرمائی ہے ولو کان نہر صغیر ...... الخ
فافہم۔ یونہی طریق پر قیاس کرتے ہوئے شرب میں شریک کی مثال بیان
فرمائی ہے۔

سوال

ولا یکون الرجل بالجذوع علی الحائط ـــ الخ نفس مسئلہ کو واضح
فرمائیں۔

جواب۔

یہاں سے مصنف علیہ الرحمۃ بیان فرما رہے ہیں کہ اگر کوئی شخص شہتیر
کسی کی دیوار پر رکھے تو وہ شفیع شرکۃ نہیں بنے گا
البتہ شفیع جوار بن سکتا ہے کیونکہ شریک فی المبیع بننے کیلئے
علت شرکۃ فی العقار ہے اور شہتیر دیوار پر رکھنے سے شفیع شرکۃ نہ بنے
گا ہاں جار ملازق ز ملاصق ہے

سوال۔

اذا اجتمع الشفعاء فالشفعۃ بینھم علی عدد رؤسھم ـــ الخ
نفس مسئلہ کی وضاحت کریں نیز اختلاف آئمہ بالدلائل تحریر فرمائیں

جواب

جب ایک سے زائد مستحقین شفعہ جمع ہو جائیں تو شفعہ انکی تعداد کے

اعتبار سے تقسیم ہوگا ملکیتوں کے اختلاف معتبر نہیں ہے

امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شفعہ مقدار حصوں سے تقسیم ہوگا

یعنی کہ جس کا جتنا حصہ ہوگا اس کو اتنا شفعہ ملے گا

انکے دلائل ملاحظہ ہوں

فرماتے ہیں کہ شفعہ مرافق ملک سے منافع ملک اسے اور یہ شفیع کی منفعت کی

تکمیل کیلئے ہے تو اب یہ مشابہ ہے ربح، غلہ، ثمرہ، ولد کے

کہ جس طرح ان میں حصہ کاری کے اعتبار سے تقسیم کاری ہوتی ہے

اسی طرح شفعہ کی تقسیم کاری ہوگی

ہمارے دلائل ملاحظہ ہوں

کہ تمام کے تمام سبب استحقاق (اتصال) میں برابر ہیں

یعنی جس طرح شریک فی نفس المبیع کو اتصال ہے اسی طرح شریک فی حق

المبیع اور اسی طرح جار ملازق میں بھی اتصال ہوتا ہے

یعنی سارے سبب استحقاق اتصال میں مساوی ہیں

تو اب استحقاق میں بھی مساوی ہونگے

کیا نہیں دیکھا جاتا کہ اگر ان میں سے کوئی ایک منفرد ہو تو وہ کمال شفعہ

کا مستحق ہوتا ہے اور یہ کمال سبب کی علامت ہے

اور کثرت اتصال کثرت علل کی خبر دیتا ہے کہ جتنی کثرت ہوگی اتصال میں

اتنی کثرت ہوگی علل میں

اور ترجیح واقع ہوتی دلیل میں قوت سے یعنی دلیل جتنی قوی ہوگی

اس اعتبار سے ترجیح واقع ہوگی

نہ کہ کثرت سے اور یہاں پر قوۃ فی الدلیل نہیں کہ دوسرا شفیع اس کے

مقابلہ میں ظاہر ہے

اور امام شافعی علیہ الرحمۃ نے جو فرمایا تھا کہ یہ مرافق ملک سے ہے تو اس

کا جواب حضرت غیر کی ملکیت مال کا مالک ہوتا کو اپنی ملک

کے ثمرات تو نہیں بنا سکتے کیونکہ وہ اسکی ملکیت سے نہیں پیدا ہوئے

رہی بات ثمرہ اور دیگر مقیس علیہ کی تو یہ متولد من العین ہوتے ہیں مگر شفعہ ملک
اس لئے وہاں ہر حصوں کی مقدار سے تقسیم کا رائج ہوتی ہے
بالجملہ یہ کہ عدد رؤس کے اعتبار سے تقسیم کا رائج ہوتی ہے عندنا

سوال۔
اگر ایک سے زائد مشفقین شفعہ میں سے کوئی اپنا حصہ کو ساقط کر دے تو کس
طرح تقسیم کاری ہوگی نیز اگر بعض غائب ہوں تو کیا کریں۔

جواب۔
اور اگر بعض شفیع اپنا حق ساقط کر دیں تو شفعہ باقیوں کیلئے ہوگا
عدد رؤس کے اعتبار سے کیونکہ کمی آئی مزاحمت کے سبب
وگرنہ تو سب شفعہ میں سارے متساوی تھے
مگر جنہوں نے ساقط کر دیا تو کمال سبب ان کا تسلیم کرنے سے منقطع ہو گیا
اور اگر چند شفیع غائب ہوں تو موجودوں کے مابین تعداد کے اعتبار سے
فیصلہ کیا جائے گا انکے مابین شفعہ تقسیم کر دیا جائے گا
کیونکہ امید ہے کہ غائب حق شفعہ کا مطالبہ نہ کرے
اگر تمام شفعہ کا فیصلہ حاضر کیلئے کر دیا پھر دوسرا حاضر ہوا تو اس کو
بھی شفعہ ملے گا یعنی نصف اس کو ملے گا پھر اگر تیسرا آئے تو اس کیلئے
تہائی کا فیصلہ کریں گے تحقیق لتسویۃ کیلئے تساوی کو ثابت کرنے کیلئے
اور اگر حاضر تمام شفعہ کو تسلیم کر لیتا ہے اس کیلئے تمام شفعہ کے فیصلہ ہونے
کے بعد تو اب آنے والا شفیع فقط نصف لے گا
کیونکہ قضا قاضی تو تمام کا تمام حاضر کیلئے تھا اب صرف نصف نکالیں
گے اس شفیع کیلئے کہ جو اب آیا ہے۔

سوال
والشفعۃ تجب بعقد البیع نفس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں

جواب۔
یہاں سے صاحب ہدایہ شفعہ کی شرط بیان فرما رہے ہیں کہ شفعہ عقد بیع
کے بعد لازم ہوگا
خبردار کہ شفعہ عقد بیع کے بعد لازم ہوگا یہ شرط ہے نہ کہ سبب کیونکہ

سبب شفعہ تو اتصال ہے شفعہ کے وجوب بعد البیع کی وجہ یہ ہے کہ شفعہ بائع کی ملک دار سے بے رغبتی کے اظہار سے لازم ہوتا ہے
اس کیلئے فقہائے کرام نے اقدام علی البیع کو معیار بنایا ہے اسی وجہ سے جب بائع بیع کا اقرار کرتا ہے تو شفیع کو حق اخذ حاصل ہوتا ہے اگرچہ کہ مشتری اسکی تکذیب بھی کرتا ہے مگر چونکہ معیار اقدام علی البیع ہے وہ موجود ہے تو اب شفیع کو حق اخذ حاصل ہوگا۔

سوال
وتستقر بالاشہاد ولا بد من طلب المواثبۃ ۔
نفس مسئلہ کی وضاحت قلمبند کریں۔

جواب۔
یہاں سے شفعہ کا طریقہ بیان فرمارہے ہیں کہ اس کیلئے طلب مواثبہ لازم ہے فی الفور مطالبہ شفعہ کرنا لازم و ضروری ہے
اور طلب اشہاد سے شفعہ مضبوط و پختہ ہو جاتا ہے
کیونکہ شفعہ ایک حق ضعیف ہے تھوڑی سی بے رغبتی کا اظہار کرنے سے باطل ہو جاتا ہے تو اب اسے مضبوط کرنے کیلئے ایک تو طلب اشہاد ضروری ہے اور دوسرا فی الفور مطالبہ شفعہ کرنا لازم ہے
تاکہ اس مطالبہ سے شفیع کی رغبت کا اظہار ہو کر وہ کسی بھی قیمت پر شفعہ نہیں چھوڑ سکتا
اور طلب اشہاد اس لئے ضروری ہے شفیع قاضی کے ہاں اثبات طلب کا محتاج ہوگا اور اثبات طلب پر اسے طلب اشہاد کے ذریعہ قدرت ملے گا یعنی کہ طلب اشہاد کے ذریعہ اس کو قاضی کے ہاں اثبات طلب میں فائدہ ہوگا
اس لئے شفیع کو طلب مواثبہ و طلب اشہاد دونوں ضروری ہیں۔

سوال۔
جواب ویملک بالاخذ اذا سلمہا المشتری ۔
نفس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں تفصیلاً

جواب
مصنف علیہ الرحمۃ یہاں سے شفعہ کا آخری مرحلہ بیان فرما رہے ہیں کہ شفیع
نے طلب مواثبۃ و اشہاد بھی کر لیا مگر پھر بھی وہ مشفوعہ سے کا مالک
نہ ہو گا حتی کہ مشتری اپنی ملک سے نکال کر اسکے سپرد کر دے یا پھر قضاء قاضی
ہو چکا ہو
کیونکہ مشتری کی ملکیت تو تام ہے وہ شفیع کی طرف تب منتقل ہو گی
جب بالتراضی سپرد کر دے یا پھر قضاء قاضی سے ہو کما فی الرجوع فی الھبۃ۔
اس کا فائدہ ان مسائل ثلاثہ میں ظاہر ہو گا
۱۔ جب شفیع نے طلب مواثبہ واشہاد کر لیا تھا مگر تسلیم مشتری نہ کیا تھا
یا پھر قضاء قاضی نہیں تھی تو اب شفیع مر گیا تو اب وراثت نہیں
ہو گی کیونکہ وہ اس کا مالک نہیں ہے
۲۔ طلب مواثبہ واشہاد کر چکا تھا پھر اس نے اس گھر کو ہی بیچ دیا
جس گھر کی وجہ سے اسے حق شفعہ ملنا تھا اب شفعہ باطل ہو جائے گا
۳۔ ایک گھر کیلئے طلبین کر لی پھر دار مشفوعہ کی جانب میں دوسرا گھر تھا
اسکی فروخت ہو رہی تھی تو یہ شفیع اس میں حق شفعہ دائر نہیں کر سکتا
کیونکہ ابھی پہلا دار مشفوعہ اسکی ملک میں نہیں آیا
تو وہ اس گھر کا مستحق نہیں ہو گا
قول قدوری۔ تجب بعقد البیع، میں اس بات کا بیان ہے
کہ شفعہ کیلئے معاوضۃ المال بالمال ضروری ہے
ثبوت شفعہ کیلئے معاوضۃ المال بالمال لازم ہے —

"باب طلب الشفعۃ والخصومۃ فیھا"

سوال۔
طلب شفعہ کی کتنی اقسام ہیں نیز طلب مواثبہ کی تعریف
کریں بلوغ خبر بیع کے بعد اگر کوئی الحمد للہ، سبحان اللہ، لاحول ولاقوۃ
الا باللہ کہے تو کیا مذکورہ صورتوں میں شفعہ باطل ہو گا کہ نہیں
تفصیلا تحریر فرمائیں۔

جواب

جب شفیع کو بیع کا علم ہوا اسکے لئے ضروری ہے مجلس علم میں گواہ
بنا لے مطالبہ ہو ۔ کہ میں اس گھر کو بطور شفعہ کا طلب کرتا ہوں
طلب کی تین اقسام ہیں
۱۔ طلب مواثبہ ۲ طلب اشہاد و تقریر ۳ طلب الخصومۃ
طلب مواثبہ یہ ہے کہ جیسے ہی اسے بیع کا علم ہو فی الفور مطالبہ کرے
اگر بیع کی خبر پہنچی مگر اس نے مطالبہ نہ کیا تو شفعہ باطل ہوگا
اور حضور علیہ السلام کا فرمان ہے
کہ شفعہ اس کیلئے ہوگا کہ جس نے طلب مواثبہ کی ہو
اور اگر اسے خط کے ذریعے خبر دی مگر اس نے خط کو مکمل پڑھا
اور شفعہ اسکے ابتداء میں تھا یا درمیان میں تو اب شفعہ باطل ہوگا
اور اسی پر عام مشائخ کرام ہے اور ایک روایت امام محمد علیہ الرحمۃ کی
اسطرح ہے نیز ایک دوسری روایت میں ہے جو کہ امام محمد علیہ الرحمۃ سے
ہے کہ وہ مجلس علم کے اندر طلب شفعہ کرے گا
اور امام کرخی علیہ الرحمۃ بھی اس روایت کو لیتے ہیں
کیونکہ جب شفیع کو خیار تملک حاصل ہے جیسا اعلی المشتری
تو اب اس کیلئے زمان تامل ضروری ہے کما فی المخیرۃ
اور اگر اس بلوغ خبر بیع کے بعد الحمد للہ کہا یا سبحان اللہ یا
لاحول ولاقوۃ الا باللہ ۔ تو شفعہ باطل نہیں ہوگا
بصورت اول ۔ الحمد للہ کی اس نے جوار کی ضرر سے خلاصی پر حمد کی ہے
بصورت سبحان اللہ کے اس نے افتتاح کلام کیا ہے
بصورت لاحول ولاقوۃ الا باللہ ۔
بائع کے اسے ضرر دینے کے قصد سے تعجب کر رہا ہے
اور ان تینوں صورتوں میں کوئی ایسی شئے نہیں کہ جو اعراض
پر دلالت کرے
اور اسی طرح اگر وہ یوں سوال کرے کہ کس نے خریدا اور کتنے میں
بیچا گیا تو بھی شفعہ باطل نہیں ہوگا ۔
کیونکہ بندہ بعض اوقات کسی ایک ثمن سے راضی ہوتا ہے اور ایک

ثمن سے راضی نہیں ہوتا اور بعض کے جوار کو پسند کرتا ہے نہ کہ بعض -

سوال
اشہدی مجلس سے کیا مراد ہے نیز تقیید بالمجلس کیوں -

جواب
اس سے مراد کہ خبر بیع کے بلوغ کے وقت مجلس میں طلب مواثبہ
و طلب اشہاد کرے نیز یہ فقط نفی تجاحد کیلئے یعنی بائع و شفیع
کے باہمی انکار کی نفی کرنے کیلئے -
اور تقیید بالمجلس سے اشارہ ہے امام کرخی علیہ الرحمۃ کے مختار قول کی طرف

سوال -
طلب شفعہ کن الفاظ سے ہوگا نیز اشہاد کب لازم ہوگا
اور اس میں اختلاف ائمہ بیان کریں -

جواب -
اور شفعہ کو ہر اس لفظ سے طلب کرنا درست ہے کہ جس سے
طلب شفعہ ثابت ہو اور طلب شفعہ سمجھا جائے
جیسے کہ طلبت الشفعۃ "انا طالبھا" کیونکہ اس میں معنی معتبر ہے
طلب شفعہ کا تب لازم ہوگا کہ جب شفیع کو دو مرد یا ایک مرد
دو عورتیں یا ایک عادل مرد خبر دے امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک
اور صاحبین علیہما الرحمۃ فرماتے ہیں کہ طلب شفعہ کیلئے طلب اشہاد
اس کیلئے لازم ہوگا جب ایک مرد اسے خبر دے بیع کی
آزاد ہو یا غلام ہو بچہ ہو یا عورت جبکہ خبر بیع اسکے اپنے گمان میں
حق ہو
برخلاف مخیرہ عورت کے کیونکہ اس میں الزام حکم نہیں ہوتا جبکہ شفیع
کو سوء ضرر جوار کا الزام ہے اس لئے اس میں امام صاحب علیہ الرحمۃ
کے نزدیک عدل ضروری ہے جبکہ مخیرہ میں عدل کی ضرورت نہیں ہے اور بخلاف
اس صورت اگر شفیع کو مشتری جو کہ خصم ہے وہ خود خبر بیع دے تو اس میں
بھی عدل ضروری نہیں ہے کیونکہ خصوم میں عدالت معتبر نہیں ہے

نیز شفیع کیلئے طلب اشہاد لازم ہے عند القاضی اثبات طلب کیلئے
طلب مواثبہ کیساتھ طلب اشہاد پر شفیع کو قدرت نہیں
کیونکہ طلب مواثبہ فی الفور ہوتی ہے ساتھ شراء کے علم تو اب اسے
محتاج ہوگی طلب اشہاد و تقریر کی طرف

سوال۔ طلب اشہاد کا طریقہ بیان کریں نیز صورت طلب مرقوم کریں۔

جواب۔ طلب مواثبہ کے بعد شفیع مجلس سے اٹھے اور وہ بائع پر گواہ بنائے
اگر مبیع اسکے قبضہ میں ہے یعنی کہ بائع نے ابھی تک مبیع مشتری کو سپرد نہ کی ہو
یا پھر مشتری پر گواہ بنائے اگرچہ اس کیلئے ابھی قبضہ نہیں ہے
مگر وہ مالک ہے یا پھر جائیداد یعنی جس پہ شفعہ دائر کر رہا ہے
اس پہ گواہ بنائے تو جب شفیع اس طرح کرے گا تو اب
اس کا حق شفعہ پختہ ہو جائے گا
اسکی دلیل یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک خصم ہے کیونکہ پہلے کیلئے قبضہ ہے
دوسرے کیلئے ملکیت ہے اور اسی طرح مبیع کے ساتھ کہ حق اسکے
ساتھ متعلق ہے
اگر بائع مبیع کو مشتری کی طرف سپرد کردے تو اب اس پر گواہ نہ
بنائے کیونکہ وہ خصم نہ رہا اور نہ اب قبضہ ہے اور نہ ملکیت ہے
فصار کالاجنبی۔
اور صورت طلب یہ ہے کہ وہ یوں کہے "فلاں نے اس گھر کو خریدا
ہے اور میں اس کا شفیع ہوں اور میں نے اس سے طلب شفعہ کیا تھا
اور اب بھی طلب کرتا ہوں تو تم لوگ اس پر گواہ ہو جاؤ"
اور امام یوسف علیہ الرحمۃ سے ہے کہ صورت طلب میں تعیین مبیع
و تحدید (حدبندی) شرط ہے کیونکہ مطالبہ فقط معلوم شئی میں
صحیح ہو گا۔

سوال

طلب خصومۃ میں تاخیر سے کب شفعہ ساقط ہوگا اور نہیں
نیز مدت تاخیر میں اقوال آئمہ تحریر فرمائیں۔

جواب۔

طلب خصومۃ میں تاخیر سے شفعہ ساقط نہیں ہوگا امام اعظم علیہ الرحمۃ
کے نزدیک ایک روایت واحدہ امام یوسف کے یہی موقف ہے
اور امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں طلب اشہاد کے بعد طلب خصومۃ میں
ایک مہینہ تاخیر کی تو بطلان شفعہ ہوگا اور امام زفر علیہ الرحمۃ کا یہی قول
ہے جبکہ بغیر کسی عذر مقبول کے تاخیر کرے
اور امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ سے ہے جب شفیع ترک مخاصمۃ کرے
مجالس قاضی میں سے کسی مجلس کو پانے کے باوجود تو اب شفعہ باطل ہو جائے
گا کیونکہ جب اسے موقع مخاصمۃ ملا اور اس نے اختیاراً بغیر کسی عذر کے
ترک مخاصمۃ کیا ہے تو اب یہ فعل اسکے اعراض و تسلیم پر دلیل ہے
اور امام محمد علیہ الرحمۃ کے قول کی دلیل یہ ہے کہ تاخیر خصومۃ سے گر حق
شفعہ کو ساقط نہ کیا جائے تو اس کی جانب سے مشتری کو ہمیشہ ضرر ہوگی
کیونکہ شفیع کے خوف سے بیچارہ مشتری کسی بھی تصرف پر قادر نہیں ہوگا
کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جانب شفیع سے اس تصرف کو توڑ دیا جائے
تو انہوں نے ایک مہینہ مدت تاخیر مقدر فرمائی کیونکہ یہ بڑی طویل مدت
ہے اور اسکے علاوہ مختصر و چھوٹی مدت ہے
امام صاحب علیہ الرحمۃ کے قول دلیل یہ ہے کہ حق شفعہ جب طلب مواثبۃ سے
ثابت ہوا اور طلب اشہاد سے پختہ ہو چکا تو ساقط نہ ہوگا مگر
شفیع کے ساقط کرنے سے وھو التصریح بلسانہ یعنی وہ زبانی صراحت ہے
اور امام محمد علیہ الرحمۃ کی دلیل کا رد یا پھر انکی دلیل پر اشکال وارد ہوتا ہے
جناب ضرر مذکور تو شفیع کے غائب ہونے کی صورت میں بھی۔
اور اگر شفیع کو اس بات کا علم ہے شہر میں قاضی نہیں ہے
تو بالاتفاق شفعہ باطل نہیں ہوگا
کیونکہ وہ خصومۃ تب ہی قادر ہوگا کہ جب قاضی ہوگا اور وہاں
قاضی نہیں ہے لہذا اب یہ اس کیلئے عذر ہے اور یہ معذور ہے
تو بطلان شفعہ کا حکم نہیں ہوگا

سوال

طلب خصومت کا قاضی کے ہاں عدالت میں کیا طریقہ کار ہوگا
تفصیلاً بیان فرمائیں۔

جواب

جب شفیع قاضی کے پاس آئے ابتداءً شراء کا دعوی کرے اور
طلب شفعہ کرے اب قاضی مدعی علیہ (مشتری) سے پوچھے گا کہ ہاں
جناب اور اگر مشتری اس شفیع کی ملک کا اعتراف کرے تو ٹھیک کہ اب
مشتری اس کے حق میں خصم قرار پایا ہے
اور اگر مشتری اسکا انکار کرے تو قاضی شفیع کو مکلف بنائے گا بینہ لانے
کا کیونکہ قبضہ میں کئی طرح کے احتمال ہوتے ہیں تو صرف قبضہ کرنا
اثبات استحقاق کیلئے کافی نہ ہوگا
صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ قاضی مدعی سے سوال کرے موضع دار اور اسکی
حدود کے تعلق سے کیونکہ اس نے اس میں اپنے حق کا دعوای کیا ہے
تو یہ اس طرح ہوگیا جیسا کہ اس نے رقبہ میں اپنے حق کا دعوی کیا
ہے جب شفیع یہ بیان کرے تو اب قاضی اس سے سبب شفعہ کے تعلق
سے پوچھے گا کہ کس سبب سے آپکو حق شفعہ حاصل ہے
شرکۃ فی نفس المبیع کے ذریعہ یا پھر شرکۃ فی حق المبیع کے سبب یا جار ملاصق
ہے اگر وہ کہہ دے میں جار ملازق ہوں تو اب اس کا دعوی تام ہوا
اور فتاوی میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جس گھر کی وجہ سے حق شفعہ حاصل
ہے تو قاضی اس گھر کی حدود کے تعلق سے بھی دریافت کرے گا
اب اگر شفیع بینہ لانے سے عاجز ہو جائے تو قاضی مطالبہ شفیع کی
وجہ سے مشتری سے حلف اٹھوائے گا اگر اقرار کر لیتا ہے
تو شفیع کیلئے لازم ہو جائے گا شفعہ اور اگر شفیع انکار کردے حلف
اٹھانے سے یا پھر شفیع نے اپنے دعوے پر بینہ قائم کی تو دار مشفوعہ
میں اسکی ملکیت ثابت ہو جائے گی
اور جوار بھی ثابت ہو جائے گا اب اس کے بعد قاضی سوال
کرے گا مشتری سے کہ کیا تو نے یہ گھر خریدا ہے یا نہیں اب اگر مشتری

بائع سے شراء کا انکار کرے یہ اسلئے قاضی پوچھے گا شفعہ تب لازم ہوگا
جب عقد بیع کا ثبوت ہو
اب جب مشتری منکر ہے تو قاضی شفیع کو کہے گا کہ تو شراء پر بینہ لا
کیونکہ ثبوت شفعہ بیع سے ہوتا ہے اور اس کا ثبوت دلیل سے ہوسکتا
اب اگر شفیع بینہ قائم کرنے سے عاجز ہوا تو مشتری سے حلف اٹھوایا
جائے گا کہ وہ قسم اٹھائے کہ اللہ کی قسم میں نے نہیں خریدا
یا پھر اس طرح قسم اٹھائے کہ اللہ کی قسم یہ اس گھر کا مستحق نہیں بطور شفعہ
کہ اس وجہ سے جس کو رس نے ذکر کیا ہے
اس میں پہلا حلف حلف علی السبب ہے اور دوسرا حلف علی الحاصل ہے
اور مشتری چونکہ اس نے قسم کھائی ہے اپنے فعل پر اسے حلف علی الثبات کہتے ہیں
سوال ۔
شفیع کیلئے احضار ثمن کب لازم ہے قبل القضاء یا بعد قضاء وضاحت سے
بیان فرمائیں ۔
جواب ۔
شفعہ میں منازعہ جائز ہے اگرچہ کہ شفیع مجلس قاضی میں ثمن کو حاضر نہ کرے
ہاں جب قاضی نے شفیع کیلئے شفعہ کا فیصلہ کردیا اب اس کیلئے
احضار ثمن لازم ہے
اور امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شفعہ کا فیصلہ نہیں کیا جائے اس وقت
تک جب تک شفیع ثمن حاضر نہ کرے
اور یہ روایت حسن کی امام اعظم علیہ الرحمۃ سے بھی ہے
کیونکہ شفیع بسا اوقات مفلس ہوتا ہے تو قضا احضار ثمن پر موقوف
ہوگی تاکہ مال مشتری کسی بھی طرح ہلاک نہ ہو ۔
وجہ الظاہر ۔ ظاہر الروایۃ کی دلیل یہ ہے شفیع پر قبل قضاء ثمن نہ
تھا اس وجہ سے تسلیم ثمن قبل قضاء کی شرط نہیں لگائی
تو اسی طرح احضار ثمن کی شرط نہیں ہے قبل القضاء ۔

سوال

واذا قضی لہ بالدار ___ نفس مسئلہ کی وضاحت کریں

جواب۔

مصنف علیہ الرحمۃ بیان فرمارہے ہیں کہ جب قاضی نے شفیع کیلئے
گھر کا فیصلہ فرمادیا تو اب مشتری کو اختیار ہے کہ اسے اپنے پاس روک
رکھے حتاکہ استیفاء ثمن ہو جائے ثمن کی ادائیگی ہو جائے
اور امام محمد علیہ الرحمۃ کے نزدیک اس مسئلہ میں قضاء نافذ ہو جائے گی
کیونکہ مختلف فیہ مسئلہ ہے
اور قضاء قاضی کے بعد شفیع کو ثمن کی ادائیگی لازم و ضروری ہے
اگر قاضی کے یہ کہنے کے بعد کہ ثمن ادا کر شفیع ادائے ثمن میں
تاخیر کرے تب بھی شفعہ باطل نہ ہوگا کیونکہ اس کا حق شفعہ
عند القاضی خصومت کے ذریعہ پختہ ہو چکا ہے

سوال

وان احضر الشفیع البائع ___ شفیع کب بائع سے مخاصمہ کر سکتا ہے
نیز طریقہ مخاصمہ بیان کریں۔

جواب۔

اس عبارت سے مصنف علیہ الرحمۃ فرمارہے ہیں اگر شفیع بائع کو حاکم
کی جناب عدالت میں حاضر کرے اس حال میں کہ مبیع اس کے قبضہ میں
ہے تو بائع کو اختیار ہے مخاصمہ کا کہ شفعہ میں وہ بائع سے مخاصمہ کرے
کیونکہ قبضہ اس کا ہے اور یہ قبضہ استحقاقی ہے
اور قاضی بائع پر شفیع کی جانب سے کوئی گواہی وغیرہ نہیں سماعت
کرے گا حتاکہ مشتری حاضر ہو جائے تو مشتری کی موجودگی میں
فسخ بیع ہوگا اور قاضی فیصلہ کرے شفعہ کا شفیع کیلئے
اور ذمہ داری مبیع کی بائع پر ڈالی جائے گی
کیونکہ ملک مشتری کی ہے اور قبضہ بائع کا ہے اور قاضی ان دونوں کے
ساتھ شفیع کیلئے فیصلہ کر رہا ہے لہذا اب ان دونوں کا حاضر ہونا
ضروری و لازم امر ہے بر خلاف اس صورت کے کہ جس میں مبیع

مشتری کا قبضہ ہو وہاں اب حضور بائع ضروری نہیں کیونکہ یہ اجنبی ہوگیا
ہے نہ اسکی ملک ہے اور نہ قبضہ

سوال

فیفسخ البیع بمشہد منہ ۔۔ سے کیا مراد ہے وضاحت کریں

جواب ۔

یہاں سے مشتری کے حاضر ہونے کی دوسری علت بیان کر رہے ہیں کہ
کیوں ضروری ہے
ایک علت تو ما قبل بتا دی کہ یہ مبیع کا مالک ہے تو اب فسخ بیع کے
وقت اس کا حاضر ہونا ضروری ہے دوسری علت بیان کر رہے ہیں
کہ بیع حق مشتری ہے تو جب فسخ کیا جائے گا تو اس کا حاضر ہونا
لازم ہے تاکہ اس پر فسخ بیع کا فیصلہ آسان ہو جائے
اور یہ جو فسخ ہوگا یہ حق اضافۃ میں ہوگا یعنی کہ پہلے بیع مشتری کی
طرف منسوب تھی تو اب اس نسبت کو ختم کر رہے کیونکہ اگر بیع ہی کو ختم
کر دیں تو حق شفعہ ختم ہو جائے کیونکہ حق شفعہ کیلئے ثبوت بیع ضروری
ہے اس لئے نسبت میں فسخ بیع ہوگا گویا کہ سودا شفیع کی جانب
مڑ گیا ہے یعنی اب شفیع نے وہ خریدی ہے بائع سے
اس لئے تو اسکی ذمہ داری بائع کو سونپ دی گئی ہے
برخلاف اس کے جب مشتری قبضہ کرلے وہ اس مشتری سے خریدے گا
تو اب ذمہ داری مشتری پر لازم ہے
کیونکہ قبضہ سے اسکی ملکیت تام ہو گی ۔
اور پہلی صورت میں کہ جب مبیع ید بائع میں تھی تو وہاں مشتری کا قبضہ
کرنا ممتنع ہے اور یہ امتناع قبضہ فسخ کو لازم کرتا ہے

سوال ۔

ومن اشتری دارا لغیرہ ۔۔ نفس مسئلہ کی وضاحت
فرمائیں ۔

جواب ۔

یہاں سے بیان فرما رہے ہیں کہ جب کوئی غیر کیلئے گھر وغیرہ

خریدا تو اب شفیع کا وہ غیر وکیل ہے وہ خصم ہوگا کیونکہ اس صورت میں
وکیل ہی عاقد ہے اور شفیع کے ذریعہ لینا بھی حقوق عقد میں سے ہے لہٰذا اب شفیع
اسکی طرف متوجہ ہوکر مطالبہ کرے گا

سوال
اگر وہ وکیل جس سے مخاصمہ کررہا تھا مگر مبیع کو مؤکل کے سپرد کر دے
تو کیا حکم ہے

جواب۔ وکیل مبیع کو مؤکل کے سپرد کر دے تو اب مؤکل خصم شفیع ہوگا
کیونکہ اب وکیل کا نہ قبضہ ہے اور نہ ملکیت
پہلا میں وکیل خصم تھا اس کے مؤکل کے قائم مقام ہونے کی وجہ سے
اسی طرح جب بائع ہو کیونکہ غائب ہو تو اس صورت میں شفیع کو اختیار
ہے کہ مبیع اس سے لے جبکہ مبیع اس کے قبضہ میں ہو کیونکہ وہ عاقد ہے
اسی طرح وصی میت ...

سوال
کیا شفیع کو خیار رؤیت حاصل ہے

جواب۔
حضرت جب شفیع کو گھر جو کہ مشفوعہ تھا مل گیا اور اس کو اس نے
نہ دیکھا تو شفیع کیلئے خیار رؤیت حاصل ہوگی اور اگر وہ اس میں کسی
عیب کو پاتا ہے تو اسے اختیار ہے کہ وہ اسے رد کر دے
اگرچہ کہ مشتری نے براءت کی شرط لگائی ہو کیونکہ شفعہ بمنزلہ مشتراء
کے ہے کہ اس میں بھی مبادلۃ المال بالمال ہوتا ہے
تو اب اسے خیار رؤیت حاصل ہوگی کمافی الشراء
شرط براءۃ سے خیار ساقط نہ ہوگا اور نہ رؤیت مشتری سے
خیار ساقط ہوگا کیونکہ مشتری نہ شفیع کا نائب ہے اور نہ ہی
شفیع نے اس کو سقوط (خیار کا ساقط) کا مالک بنایا ہے

فصل فی الاختلاف

سوال
اگر شفیع اور مشتری کا ثمن میں اختلاف ہو تو کس کا قول معتبر ہے
جواب
شفیع و مشتری کا ثمن میں اختلاف ہو تو مشتری کا قول معتبر ہے
کیونکہ شفیع استحقاق دار کا مدعی ہے اقل قیمت کے ساتھ
کہ یہ اقل قیمت سے استحقاق دار کا مدعی ہے اور مشتری منکر ہے
اور قول منکر مع الیمین قابل قبول ہے
اور باہم حلف نہیں اٹھائیں گے کہ تحالف تب ہوتا ہے کہ جب مدعی
انکار دونوں کی جانب سے ہو اور یہاں انکار جانب واحد سے
ہے کیونکہ شفیع استحقاق دار کا مدعی ہے اور مشتری منکر ہے
تو اب تحالف نہیں ہوگا کہ شفیع باختیار ہے چاہے دعوی کرے یا نہ
کرے اور جہاں نص ہو وہاں تحالف ہوگا۔
اور جہاں نص نہیں وہاں تحالف نہیں۔
اور یہاں اس مسئلے میں نص نہیں ہے نتیجۃً تحالف نہیں ہوگا
سوال۔
اگر شفیع اور مشتری دونوں بینہ قائم کریں تو کس کا قول معتبر ہے
جواب
اگر دونوں بینۂ قائم کریں تو طرفین کے نزدیک شفیع کی
بینہ قابل قبول ہے لہذا اس کا قول معتبر ہے
اور امام ابویوسف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بینہ مشتری کے قابل قبول
ہے کیونکہ یہ غالب اثبات کا اعتبار کرتے ہیں تو یہ بینہ بائع، وکیل، اور
مشتری من العدو کی طرح ہوگئے
طرفین کی دلیل۔
ان دونوں کے مابین کوئی تنافی نہیں ہے آپ موجود کو دو بیع کی منزلت
پہ کردیں کہ ایک مرتبہ بائع سے دو ہزار میں دوسری مرتبہ
ایک ہزار میں تو اب شفیع کو اختیار حاصل ہے دونوں میں سے
جسے چاہے لے۔ برخلاف امام یوسف علیہ الرحمۃ کے نفیس علیہ مسائل

بیع بالغ مع المشتری کی صورت میں یہ دا ہے دو عقد نہیں ہو سکتے مگر اول عقد
کے فسخ کرنے کے بعد اور یہاں شفیع کے حق میں دو عقد پے در پے ہو سکتے ہیں
اسی طرح بیع وکیل والا نفیس علیہ کے اس میں ۲ عقد میں توالی نہیں ہوتی
مگر فسخ اول سے

اور رہا مشتری من العدو تو سیر کبیر میں لکھا ہے کہ بیع مالک قدیم ہوگا نہ کہ مشتری من العدو
لہذا اب ہم لعلہ آگلی بات تسلیم نہیں کرتے
ثانیا یہ کہ اس میں بھی توالی عقد نہیں ہو سکتا ہے مگر اول عقد کے
فسخ سے توالی عقد ہو سکتا ہے

آخری دلیل طرفین کہ بینہ وہ مقبول ہے جو ملزمہ ہوں
اور اس مسئلہ میں شفیع کے بینہ ملزمہ ہیں اور مشتری کے بینہ غیر ملزمہ ہیں
اور بینات الزام کیلئے ہوتی ہیں
لہذا بینہ ملزمہ شفیع کی قابل قبول ہے
کیونکہ اس میں مشتری کو تسلیم دار لازم کیا گیا ہے

سوال

جب مشتری زیادہ ثمن کا دعوی کرے اور بائع کم نقد کا دعوی کرے
قبل قبض ثمن کے تو شفیع کس کے قول کو لے گا مع الدلیل بیان کریں۔

جواب۔ جناب جب مشتری و بائع کے مابین اس نوعیت کا اختلاف ہو تو
شفیع بائع کا قول کرے گا بعد مشتری سے اتنی قیمت کم ہوگی
جتنی بائع نے شفیع سے کم کی ہے
اگر مشتری کے قول کو لے تو اس صورت میں اس طرح ہوگا گویا کہ
بائع نے ثمن بعض کی کمی کر دی ہے
اور یہ کمی ثمن حق شفیع میں ظاہر ہوگا
اور کیونکہ شفیع بائع پر مالک بن رہا ہے تو وہ بھی اس کے ایجاب کرنا
سے کہ بائع نے اقدام علی البیع کیا جس وجہ سے شفیع حق شفعہ
کا مالک ہے الغرض بائع کا قول معتبر ہے جب تک قبضہ ثمن نہ کیا ہو

سوال

اگر بائع ثمن اکثر کا مدعی ہو تو شفیع کس کے قول کو لے گا

جواب۔

گر بائع اکثر ثمن کا دعویدار ہو تو تحالف ہوگا اور اگر بینہ نہیں ہے تو بیع کو رد کر دیں گے

ان دونوں میں سے جس نے بھی انکار کیا حلف سے تو ظاہر ہو جائے گا کہ ثمن وہ ہے جو دوسرے نے کہا ہے

تو اب شفیع اس کو لے گا اور اگر دونوں حلف اٹھائیں تو فسخ بیع کریں گے فسخ بیع کے بعد شفیع بائع کے قول کو لے گا

کیونکہ فسخ بیع سے شفیع کا حق باطل نہ ہوگا

سوال۔

ماقبل صورتیں قبضہ سے پہلے کی تھیں اگر بعد قبضہ ہو تو شفیع کس کا قول لے گا۔

جواب۔

اگر بائع نے ثمن پر قبضہ کر لیا ہے تو شفیع گر جاہے تو مشتری کا قول قبول کرے اور بائع کے قول کی طرف متوجہ نہ ہو کیونکہ جب بائع نے ثمن وصول کر لیا ہے حکم عقد تام ہو گیا اب بائع اجنبی ہے اسکے قول کی طرف التفات کرنا فضول ہے

اب باقی اختلاف ہے مشتری و شفیع کے مابین اور اس صورت میں مشتری کا قول معتبر ہوتا ہے

اور اگر نقد ثمن ظاہر نہ ہو اور بائع نے کہا کہ بعت الدار بالف وقبضت الثمن۔

تو اب شفیع پہلا قول بعت الدار کی وجہ سے ہزار کو لے گا کیونکہ اقرار بالبیع سے حق شفعہ اسکے ساتھ متعلق ہو گیا

اور جب قبضت الثمن کہا تو اس سے شفیع کے حق کے اسقاط کا قصد کیا ہے تو اب یہ ختم ہو جائے گا لہذا قول مشتری کو لے گا

اور اگر یوں کہا قبضت الثمن وھو الف۔ تو اب اس قول کی طرف متوجہ نہیں ہوگا کیونکہ قبضہ ثمن کے اقرار سے ہی وہ اجنبی ہو گیا

اور مقدار ثمن میں بائع محروم کا قول ناقابل قبول ہے

فصل: فیما یؤخذ بہ المشفوع۔

سوال

واذا حط البائع ...... نفس مسئلہ کی وضاحت بالدلیل کریں۔

جواب۔

صاحب ہدایہ علیہ الرحمۃ ارشاد فرمارہے ہیں کہ جب بائع مشتری سے کچھ ثمن کم کر رہا ہے تو اسی قدر ثمن میں کمی شفیع کیلئے بھی ہوگی

اور اگر مشتری سے جمیع ثمن کو ساقط کر دے تو شفیع کیلئے سقوط ثمن نہیں ہوگا

کیونکہ بعض کی کمی کرنا اصل عقد سے ملی ہوئی ہے تو وہ شفیع کیلئے بھی ہوگی کیونکہ اب ثمن وہ ہوگا جو باقی ثمن ہے۔

اور اسی طرح جب مشتری سے کمی کی ثمن کی اس وقت کہ جب شفیع نے چکا تھا تو اب بھی شفیع کیلئے کمی ہوگی

برخلاف حط الکل میں یعنی تمام ثمن کے ساقط کرنے میں کیونکہ یہ اصل عقد میں کسی بھی صورت میں نہیں ملتی

سوال

ماقبل مسئلہ کمی ثمن کے حوالے سے تھا اگر بائع کیلئے مشتری ثمن کی زیادتی کرے تو کیا وہ زیادتی شفیع کو لازم ہوگی بالدلیل بیان کریں۔

جواب۔

مشتری اگر ثمن میں بائع کیلئے زیادتی کر رہا ہے یعنی زیادہ دے رہا ہے تو وہ شفیع کیلئے لازم نہیں ہوگی

اگر زیادتی اس پر لازم کریں تو شفیع کو ضرر لاحق ہوگی کیونکہ یہ حق شفعہ لینے کا مستحق تھا بغیر زیادہ کے اب زیادتی کے ساتھ اس کو ضرر ہوگی

برخلاف گزشتہ مسئلے کہ کیونکہ وہاں تو شفیع کیلئے منفعت تھی

نظیر المزیادۃ۔ کہ جب بائع و مشتری کے مابین نیا عقد ہو تو اس میں

اگر ثمن اول سے زیادہ دیتا ہے تو وہ زیادتی لازم نہیں ہوگی بلکہ اس کیلئے حکم
ہے وہ ثمن اول دیکر اپنا حق وصول کرے

سوال

اگر کوئی شخص کسی گھر عرض (سامان) کے بدلے خریدتا ہے یا مکیلی و موزونی
شئے کے بدلے خریدتا ہے یا پھر عقار (جائیداد) کے بدلے خریدتا ہے
تو شفیع ان صورت میں کس کے عوض مشفوعہ شئے خریدے گا۔

جواب

بصورت اول میں شفیع قیمت دیکر خریدتا ہے کیونکہ دار (گھر) ذوات
القیم (قیمی اشیاء) میں سے ہے
بصورت ثانی وہ مکیلی و موزونی شئے کی مثل ہی خریدے گا کیونکہ وہ ذوات
الامثال (مثلی چیزوں) میں سے ہیں
یہ اس وجہ سے کہ شرع نے شفیع کو مشتری پر ولایۃ تملک (مالک بننے کی ولایت)
دی ہے اسکی مثل سے کہ جس سے مشتری خود اس شئے کا مالک بنا ہے
تو قدر ممکن رعایت ہوگی جناب شفیع کیلئے۔
کما فی الاشراف والعدد المتقارب من ذوات الامثال۔
بصورت ثالث ان عقاروں (جائیداد) کی قیمت کے بدلے خریدے گا کیونکہ
ان میں سے ہر ایک دوسرے کا بدل ہے لہذا وہ ذوات القیم ہیں۔

سوال۔

اگر بائع نے گھر وغیرہ ثمن مؤجل کے ذریعہ بیچ دیا تو اب کس طرح
شفیع اسکو لے گا تمام صورتوں کو واضح فرمائیں۔
نیز اختلاف آئمہ بالدلائل واضح کریں۔

جواب۔

جب بائع نے ثمن مؤجل کے ذریعہ اسے بیچ دیا تو احناف کے ہاں
شفیع کیلئے دو ہی صورتیں حق شفعہ لینے کی ہیں ۱۔ پہلی تو یہ کہ وہ ثمن حال
(فی الحال ثمن) دیکر وہ خریدے ۲۔ شفیع صبر کرے حتی کہ مدت پوری ہو جائیگی
پھر وہ حق شفعہ لے لیکن اس کیلئے یہ جائز نہیں کہ ثمن مؤجل کے ذریعہ
فی الحال وہ شئے لے اب پہلی صورت میں جب شفیع ثمن حال

سے بائع سے وہ شے مشفوعہ خرید لے تو اب مشتری سے ادائیگی ثمن ساقط
ہو جائیگا اور اگر شفیع مشتری سے وہ شے مشفوعہ خرید لیتا ہے تو بائع مشتری
سے مدت کے ختم ہونے کے بعد ثمن لے گا کیونکہ انکے مابین شرط ہو لیے
وہ شفیع کے لینے سے ساقط نہیں ہو گا اس کا موجب باقی رہیگا
تو یہ اس طرح ہو گیا کہ اس نے مشتری کو ثمن حال کے ذریعہ بیچا ہے
حالانکہ اس نے ثمن موجل کے ذریعہ خریدا تھا
اور بصورت ثانی یعنی کہ شفیع انقضاء مدت کا انتظار کرے
تو یہ اس وجہ سے کیونکہ شفیع پر لازم ہے تو زیادتی ضرر ہوگی بصورت فوریہ
میں اس لئے اسے انتظار کا اختیار دیا ہے
وہ صورت کے ثمن موجل کے ذریعہ فی الحال وہ شے نہیں خرید سکتا اس
میں اختلاف ہے امام زفر اور امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس صورت
کا بھی شفیع کو خیار حاصل ہے
کیونکہ موجل ہونا وصف ثمن ہے جیسے کھوٹا ہونا اور اس کے ذریعہ
شفعہ لینا روا ہے لہذا وہ اصل و وصف دونوں سے شے مشفوعہ لے سکتا
ہے

ہماری دلیل۔
جناب عالی اجل شرط سے ثابت ہوتی ہے انکے مابین اور یہاں پر انکے مابین
کوئی شرط نہیں
اور مالداری میں لوگ مختلف ہوتے ہیں ہو سکتا ہے کہ بائع مشتری کو
تو اجلاً شے دے مگر مشتری کو نہ دے
رہا آپ کا یہ کہنا کہ اجل وصف ثمن ہے یہ بات غلط ہے کیونکہ
اجل وصف ثمن ہے بقول آپکے تو اس کا رد سنیں
اجل مشتری کا حق ہے اور اگر وصف ثمن ہوتا تو اس کے تابع ہوتا
تو اب اجل حق بائع ہو جائے گا حالانکہ یہ حق مشتری کا ہے
تو یہ اس طرح ہو گیا جیسا کہ کسی کوئی شے ثمن موجل سے خریدی
پھر آگے تولیۃً دے دی تو عقد ثانی میں اجل نہیں مگر ذکر کرنے
یا شرط اجل لگانے سے

سوال۔

کتاب میں ان شاء صبر ہے اس سے کیا مراد ہے وضاحت فرمائیں۔

جواب

یہاں سے بیان کر رہے ہیں ما قبل ہم نے شفیع کیلئے دو صورتوں کا بیان
کیا تھا تو دوسری صورت میں یہ عبارت اس کا مطلب یہ کہ شفیع صبر
کرے حتی کہ مدت ختم ہو جائے
اس سے مراد شئے مشفوعہ پہنچنے سے صبر کرے بہر حال طلب تو اس فی الفور
لازم ہے
اگر سکوت اختیار کرتا ہے تو بطلان شفعہ کا حکم ہوگا طرفین کے نزدیک
بخلاف امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کے دوسرے قول کے
طرفین کی دلیل یہ ہے کہ حق شفعہ کے ثبوت کا وقت علم بالبیع ہے
تو علم بالبیع کے وقت فی الفور مطالبہ شفعہ لازم ہے
اور لینا چونکہ طلب شفعہ کے طلب بعد ہوتا ہے
اور شفیع قادر ہے فی الحال مشفوعہ لینے پر اس طرح کہ ثمن حال ادا کر دے
تو علم بالبیع کے وقت طلب شفعہ کی شرط ہے

سوال

جب ذمی کوئی شئے خریدے خمر و خنزیر کے عوض تو شفیع کس
عوض سے لے گا ذمی و مسلم ہونے کی صورت میں وضاحت بالدلائل کریں۔

جواب۔

اگر ذمی خریداری کرتا ہے خمر و خنزیر کے عوض اور شفیع بھی اس کی مثل ہے
یعنی کہ ذمی ہے تو وہ مثل خمر سے اور قیمۃ خنزیر سے لے گا۔
(قیمۃ خنزیر کی وجہ ظاہر ہے کہ وہ ذوات القیم سے ہے) یہ اگلی عبارت ہے اس کا تعلق مابعد سے ہے۔
کیونکہ انکی یہ بیع صحیح ہے انکے مابین۔ اور حق شفعہ مسلم و ذمی کو عام ہے
شراب ان کیلئے اس طرح ہے جس طرح ہمارے لئے سرکہ ہے
اور خنزیر بکری کی طرح ہے تو شفیع پہلے کو مثل خمر سے لے گا اور دوسرے
کو قیمت خنزیر سے لے گا

اگر شفیع مسلمان ہے تو اس سے قیمت خمر و خنزیر کے عوض لے گا
خنزیر کی وجہ واضح ہے کہ وہ ذوات القیم سے ہے
اور اس طرح خمر ہے کہ مسلمان کے حق میں اس کی تسلیم و تسلم ممتنع ہے
لہذا خمر بھی غیر مثلی اشیاء میں شامل ہوگا
اور اگر اس کا شفیع مسلم و ذمی دونوں ہوں تو مسلم نصف شفعہ لے گا
قیمت خمر کے نصف سے اور ذمی نصف لے گا مثل خمر کے نصف سے
بعض کا کل سے اعتبار کرتے ہوئے کہ ذمی کیلئے مثل ہے کہ تسلیم و تسلم کو اس
ممتنع نہیں ہے اور مسلم کے حق میں ممتنع ہے تو اسکے لئے قیمت ہے
نہ مثل ہے
اب اگر ذمی نے اسلام قبول کر لیا ہے تو وہ نصف لے گا نصف قیمت خمر کے
عوض کیونکہ خمر سے عاجز ہونے کی وجہ سے اور اسلام قبول کرنے سے
ذمی کا حق ہو چکا ہے تو اب باطل نہ ہوگا جیسا کہ کوئی شخص کوئی شئے خریدے
تو یہ اس طرح ہو گیا
ثمر کھجور کے بدلہ پھر شفیع حاضر ہو جائے لہذا رسے ان کھجوروں کے ختم ہونے
کے بعد تو اب وہ قیمت وصول کرے گا کیونکہ اب ثمر کھجور دینا
شفعہ کے طور پر متعذر ہے

فصل۔

سوال
شفعہ ملنے کے بعد شفیع مشتری میں کیا کیا تصرفات کر سکتا ہے
نیز اس میں اختلاف آئمہ با الدلائل تفصیلاً بیان کریں۔

جواب۔
مشتری نے شفعہ میں عمارت بنائی یا درخت لگائے اور شفیع کیلئے
شفعہ کا فیصلہ ہو گیا ہے تو اب شفیع کو اختیار ہے
اگر چاہے تو ثمن کے عوض لے عمارت و درخت وغیرہ
اور اگر چاہے تو مشتری کو کہہ دے کہ بھائی اسکو ختم کر دو اکھاڑ دو
اس پر امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے ایک روایت ہے کہ چاہے تو قیمت دیکر
عمارت و درخت وغیرہ لے یا پھر چھوڑ دے قلع کا اختیار نہیں ہے

شفیع کو امام شافعی علیہ الرحمۃ کا اس طرح کا قول ہے مگر وہ فرماتے ہیں کہ
قلع کا اختیار ہوتا ہے مگر پھر قیمت بھی ادا کرے

امام یوسف علیہ الرحمۃ کی دلیل —
کہ مشتری بناء میں حقدار ہے کہ اس نے ابتداءً اپنی ملک میں عمارت بنائی
تھی اور اسے قلع کا مکلف بنانا ظلم ہے اور یہ موھوب لہ کی طرح ہو گیا ہے
مشتری بشراء فاسد کی طرح ہو گیا
تو یہ اس طرح ہے کہ جس طرح مشتری نے بائع سے زمین لی اس پر بناء وغیرہ
تھی تو اب وہ قلع کا مکلف نہیں بنائے گا
اور امام یوسف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ہم جو عدم مکلف کی بات کر رہے ہیں
یہ اس وجہ سے ہے کہ قیمت کے ذریعہ شفیع لینے کو واجب کرنے دفع ضرر ہے

اور ظاہر الروایہ کی دلیل یہ ہے کہ مشتری نے ایسے محل میں عمارت بنائی ہے
کہ جس میں غیر کا حق (شفیع کا حق) مؤکد متعلق ہے
اور شفیع کی جانب سے مشتری کو اجازت وغیرہ بھی نہیں ہے
لہذا قلع کا مکلف بنا سکتا ہے یہ راھن کی طرح ہو گیا کہ جب مرتھن
مرھون شے میں عمارت وغیرہ بنا ڈالے —
اور نقض بناء مشتری اس وجہ سے کہ شفیع کا حق اقوی ہے مشتری کے حق
سے اور شفیع مقدم ہے
اس وجہ سے تو شفیع کی وجہ سے مشتری کے تصرفات (ھبہ، بیع، وغیرہ)
باطل ہو جاتے ہیں
اب آپ نے جو قیاس کیا تھا بناء موھوب لہ اور شراء فاسد پر تو وہ
قیاس کرنا غلط ہے امام صاحب علیہ الرحمۃ کے نزدیک کیونکہ
انکو تو صاحب حق کی طرف سے (یعنی واھب، بائع) کی اجازت ہے
لہذا وہ یہاں عمارت وغیرہ نہیں توڑیں گے
اور دوسری بات یہ کہ ان دونوں مسئلوں میں حق استرداد (لوٹانے کا حق)
ضعیف ہے اسی ضعف کی وجہ سے تو بنا بنانے کی وجہ سے حق استرداد
ختم ہو جاتا ہے ھبہ میں اور حق شفعہ قوی ہے لہذا وہ بعد بناء کے

بھی باقی رہتا ہے تو اب ایجاب اخذ بالقیمۃ کا کوئی اعتبار نہیں رہا کما فی الاکتفاء
اور جو آپ نے فرمایا کہ کالاذا زرع المشتری ---- والے مسئلے میں قلع کا مکلف
نہیں بنایا گا تو مدت کے ساتھ کہ جو مستحق ہے وہ قیاسی طور پر قلع کا
مکلف بنا سکتا ہے لیکن استحسانا نہیں کر سکتا۔
کیونکہ کھیتی کے کٹنے کی ایک مدت معلوم ہے اور اس مدت میں شفیع کو کچھ نہ کچھ عوض
دینا ہے تاکہ اس کے نقصان کی تلافی ہو جائے
اور اس میں شفیع کو ضرر کثیر نہیں ہے
اور اگر شفیع قیمت کے عوض بناء غرس کو خریدتا ہے تو منہدم شدہ عمارت
کی قیمت دے گا کما فی العضب۔
اگر شفیع نے ارض مشفوعہ وغیرہ خریدی پھر مستحق نکل آیا ہے حالانکہ شفیع
نے عمارت و درخت وغیرہ لگائے تھے
اب مستحق اس کو قلع بناء کا مکلف بنائے گا تو یہ قلع کرے گا
اور اس کا ثمن وہ بائع سے لے گا کیونکہ اب واضح ہو گیا کہ شفیع
صاحب نے ناحق عمارت وغیرہ لی ہوئی تھی اب اس بناء وغیرہ کی
قیمت کا نقصان خود ہوے ہاں ارض مشفوعہ کی قیمت بائع سے طلب کرے
کہ اس نے دھوکہ دیا ہے
لیکن بناء و غرس کی قیمت نہ تو بائع سے طلب کر سکتا ہے اور نہ مشتری
سے
امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ شفیع کے نقصان کی تلافی کی ایک صورت بیان
کرتے ہیں بناء و غرس کی قیمت کسی ان سے طلب کرے
کہ شفیع بائع یا شفیع و مشتری بمنزلہ بائع مشتری کے ہو گئے
تو ان کے اس قیاس کا رد ہے کہ مشتری بیچارہ کے اختیار ہے کہ اسے خود بائع
کی جانب سے دھوکہ ہوا ہے اور اسکی طرف سے قدرت در اصل بائع کی
کی جانب سے قدرت ہے اب اس مشتری سے شفیع کچھ طلب
نہیں کر سکتا کہ اسکی جانب سے نہ دھوکہ ہے اور نہ ہی تسلیط (قدرت دینا)
کیونکہ مشتری پر خود جبر کیا گیا ہے (یہ مجبور بالتسلیم ہے)

سوال ۔
جب بغیر کسی فعل انسانی یعنی آفۃ سماوی سے اگر دار منہدم ہو گیا
یا عمارت جل گئی درختوں والا باغ خشک ہو گیا ۔
تو شفیع کس طرح حق شفعہ لے گا ۔ بالدلیل بیان کریں ۔

جواب ۔
جب دار منہدم ہو جائے یا عمارت جل جائے بغیر کسی فعل انسانی کے
یا درختوں والا باغ خشک ہو جائے آفۃ سماویہ سے تو شفیع کو اختیار ہے
کہ جتنا ثمن ہے اس کے عوض وہ لے لے
اور اگر چاہے تو چھوڑ دے بصورت اول کیونکہ بناء وغیرہ اس تابع ہیں
بغیر ذکر کئے بیع میں داخل ہو جاتے ہیں جب تک یہ مقصود نہیں ہوں گے
تب تک انکے مقابل ثمن سے کچھ نہ ہو گا
برخلاف اس کے کہ جب نصف ارض غرق ہو جائے کیونکہ اب اصل فوت ہوا
ہے لہذا نصف ارض شفیع لے گا
بصورت ثانی کہ شفیع مختار ہے کہ اپنے مال سے اس کا مالک نہ ہو
ضروری تو نہیں ہے خریدے ہی خریدے نہیں خریدنا اسکی مرضی ہے

سوال ۔
اگر مشتری خود بناء کو منہدم کرتا ہے تو اب شفیع کیا کرے کیونکہ اب
بناء مقصود بالاتلاف ہے بالدلیل بیان کریں ۔

جواب ۔
اگر اس طرح کی صورت ہے تو شفیع کو کہا جائے گا اگر چاہتا ہے تو
اب عرصہ (صحن) لے یا چھوڑ دے
کیونکہ اب وہ مقصود بالاتلاف ہو گیا ہے تو اس کے مقابل ثمن ہو گا
بخلاف مسئلہ اولی کے وہاں پہ ہلاکت آفۃ سماویہ کی وجہ سے تھی
اور یہاں فعل مشتری کی وجہ سے ہے
اور شفیع کیلئے جائز نہیں کہ ملبہ لے کیونکہ اب منقول (جدا) ہو چکا ہے
تو اب ارض مشفوعہ وغیرہ کے تابع نہ رہا جب تک تابع
نہ رہا تو اسکے تحت بھی آئے گا نہیں ۔

سوال

ومن ابتاع ارضا وعلی نخلھا ثمر — الخ نفس مسئلہ کی وضاحت کریں

جواب —

جس نے زمین خریدی اور اس کے درختوں پہ پھل لگے تھے تو شفیع مع الثمر زمین لے گا اس کا مطلب یہ کہ جب بیع میں ثمر کی شرط ہو کیونکہ یہ بغیر ذکر کے بیع میں داخل نہیں ہوگا یہ مذکور استحسان ہے

اور قیاس یہ ہے کہ شفیع ثمر کو نہ لے کہ یہ تابع نہیں ہے کہ بغیر ذکر فی البیع کے بیع میں داخل نہیں ہوتا تو یہ متاع فی الدار کے مشابہ ہو گیا۔

کہ بیع دار میں متاع دار بغیر ذکر کے داخل نہیں ہوتا —

وجہ استحسان یہ ہے کہ ثمر باعتبار اتصال شدید کے تابع عقار بن گیا یعنی اس جگہ کا تابع ہو گیا

جس طرح بناء فی الدار اور جو اس میں ہو دروازے وغیرہ تو شفیع انکو لے سکتا ہے

اور اگر مشتری زمین کو خریدے اور اس کے ہاتھ میں پھل پیدا ہو گئے تو اب شفیع اس کو لے سکتا ہے کہ مبیع تابع ہے کیونکہ بیع میں وہ سرایت کی ہوئی ہے۔

سوال —

فان جذہ المشتری ثم جاء الشفیع — نفس مسئلہ واضح کریں بالدلائل کے۔

جواب —

کہ اگر مذکورہ دونوں صورتوں میں مشتری درخت وغیرہ کاٹ دیتا ہے پھر شفیع آئے تو اب وہ درخت وغیرہ نہیں لے گا

کیونکہ ثمر وقت اخذ (یعنی شفیع کے لینے کے وقت) تبع میں نہیں تھے تابع نہیں تھے یعنی کہ اب یہاں وہ بالکل جدا ہو گئے اب مشتری انکو نہیں لے گا

سوال —

قدوری میں ہے ان جذہ المشتری سقط عن الشفیع حصتہ۔

نفس مسئلہ واضح کریں بالدلیل —

جواب

کہ اگر مشتری درخت وغیرہ توڑتا ہے تو شفیع سے اس کا حصہ ساقط ہو جائے گا صاحب ہدایہ علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ جواب مسئلہ اول کا ہے کیونکہ اس میں وہ مقصوداً بیع میں داخل ہو رہا ہے تو اس کے مقابل ثمن ہوگا

اور بہر حال مسئلہ ثانی اس میں شفیع مشتری سے لے سوائے ثمر کے تمام ثمن کے ساتھ

کیونکہ ثمر (پھل) عند العقد موجود نہیں تھا تو وہ تابع ہو کر مبیع بنے ہیں لہذا انکے مقابل ثمن نہیں آئے گا

"باب ما تجب فیہ الشفعۃ وما لا تجب"

سوال

شفعہ کن چیزوں میں ہوگا اختلاف آئمہ بالدلائل واضح کریں۔

جواب۔

شفعہ زمین میں ہوتا ہے اگرچہ کہ غیر مقسوم ہو ہاں امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شفعہ غیر مقسوم چیزوں میں نہیں ہوتا کیونکہ شفعہ اس لئے مشروع ہے کہ بٹوارے کی مشقت کو دور کریں اور یہ علت غیر مقسوم زمین میں نہیں ہے

اور ہماری دلیل حضور علیہ السلام کا قول ہے کہ شفعہ ہر شئے میں ہے زمین ہو یا مکان اب یہاں عام ہے چاہے مقسوم ہو یا غیر مقسوم

اور عقلی دلیل یہ ہے کہ سبب شفعہ اتصال ہے ملک میں اور حکمت بدجوار کی ضرر سے بچنے کیلئے یہ دونوں مقسوم وغیر مقسوم دونوں کو شامل ہے غیر مقسوم جیسے کہ حمام، پن چکی، کنواں، راستہ۔

سوال

الشفعۃ فی العروض والسفن ۔ نفس مسئلہ واضح کریں بالدلائل ۔

جواب۔
یہاں سے بیان کر رہے ہیں کہ سامان و کشتیاں ان میں شفعہ نہیں ہے
قول رسول علیہ السلام ہے کہ لا شفعہ الا فی ربع او حائط
کہ شفعہ صرف مکان و دیوار میں ہے برخلاف امام مالک علیہ الرحمہ کے
وہ کشتیوں میں شفعہ کو لازم کرتے ہیں تو ان پر حدیث مذکور حجت ہے
عقلی دلیل۔
کہ شفعہ مشروع ہے شفعہ دار کی ضرر دفع کرنے کیلئے دائمی طور پر
یعنی کہ علی الدوام دفع ضرر کیلئے
اور منقولی جائیداد میں دوام نہیں ہوتا تو اب منقولی اشیاء میں
شفعہ نہیں کہ جو دوام کے ساتھ نہیں ۔
اور مختصر قدوری کے بعض نسخوں میں ہے کہ اس عمارت و درخت میں شفعہ
نہیں کہ جو بغیر زمین کے بیچے گئے ہوں کیونکہ ان کیلئے دوام نہیں ہے
تو یہ منقولی ہوا
یہ مسئلہ بخلاف ہے گھر کی بالائی خانہ کی بیع کے وہاں شفعہ ہوگا
کیونکہ اب بڑی بڑی عمارتیں ہیں اور لوگوں کا انکی طرف رجحان بھی ہے
لہذا حق قرار کی وجہ سے اسے عقار سے ملا دیں گے

سوال۔
والمسلم والذمی فی الشفعۃ سواء۔ نفس مسئلہ واضح کریں

جواب۔
حضرت یہاں سے بیان کر رہے ہیں کہ شفعہ میں مسلمان و ذمی
برابر ہیں عمومات فی الاحادیث کی وجہ سے
اور عقلی دلیل کہ سبب شفعہ اتصال ہیں ذمی و مسلم برابر ہیں
تو استحقاق میں بھی مساوی ہونگے
اسی وجہ سے شفعہ میں مرد، عورت، چھوٹا، بڑا، باغی، عادل،
آزاد، غلام، ماذون، مکاتب، مساوی ہیں۔

جواب ۔ یہاں سے بیان کر رہے ہیں کہ سامان و کشتیاں ان میں شفعہ نہیں ہے
قول رسول علیہ السلام ہے کہ لا شفعۃ الا فی ربع او حائط
کہ شفعہ صرف مکان و دیوار میں ہے بر خلاف امام مالک علیہ الرحمۃ کا
وہ کشتیوں میں شفعہ کو لازم کرتے ہیں تو ان پر حدیث مذکور حجت ہے

عقلی دلیل ۔ کہ شفعہ مشروع ہے شفیع دار کی ضرر دفع کرنے کیلئے دائمی طور پر
یعنی کہ علی الدوام دفع ضرر کیلئے
اور منقولی جائیداد میں دوام نہیں ہوتا تو اب منقولی اشیاء میں
شفعہ نہیں کہ جو دوام کے ساتھ نہیں ۔
اور مختصر قدوری کے بعض نسخوں میں ہے کہ اس عمارت و درخت میں شفعہ
نہیں کہ جو بغیر زمین کے بیچے گئے ہو کیونکہ ان کیلئے دوام نہیں ہے
تو یہ منقولی ہوا
یہ مسئلہ بخلاف ہے گھر کی بالائی خانہ کی بیع کے وہاں شفعہ ہوگا
کیونکہ اب بڑی بڑی عمارتیں ہیں اور لوگوں کا انکی طرف رجحان بھی ہے
لہذا حق قرار کی وجہ سے اسے عقار سے ملا دیں گے

سوال ۔ والمسلم والذمی فی الشفعۃ سواء ۔ نفس مسئلہ واضح کریں

جواب ۔ حضرت یہاں سے بیان کر رہے ہیں کہ شفعہ میں مسلمان و ذمی
برابر ہیں عمومات فی الاحادیث کی وجہ سے
اور عقلی دلیل کہ سبب شفعہ اتصال ہیں ذمی و مسلم برابر ہیں
تو استحقاق میں بھی مساوی ہونگے
اسی وجہ سے شفعہ میں مرد، عورت، چھوٹا، بڑا، باغی، عادل،
آزاد، غلام، ماذون، مکاتب، مساوی ہیں ۔

سوال

واذا ملک العقار بعوض ___ نفس مسئلہ واضح کریں بالدلیل ۔

جواب ۔

فرماتے ہیں کہ جب مشتری زمین کا مالک ہو عوض مالی کے ذریعے اس میں
شفعہ لازم ہوگا کیونکہ شرع کی شرط کی رعایت کرنا ممکن ہے
اور وہ اس شئے سے مالک بنتا ہے جس سے مشتری مالک بنتا ہے
یعنی جس چیز کے عوض مشتری نے زمین خریدی ہو تو اب شفیع کیلئے اسکی رعایت
ہوگی اس عوض کے بدلے شفعہ کا طالب ہو
ہر حال میں عوض دینا ہوگا مگر عوض مالی ضروری ہے
اب چاہے صورۃ عوض ہو یا قیمۃ عوض ہو ۔

سوال ۔

کن عقود میں شفعہ واجب نہیں ہوتا نیز اختلاف آئمہ بالدلائل تحریر کریں ۔

جواب ۔

شفعہ اس گھر میں نہیں ہے جس پر مرد نے عورت سے نکاح کر لیا ہو
یا جس پر عورت نے خلع کر لیا ہو یا جس کے عوض گھر کرائے پر دیا ہو یا اس کے علاوہ
یا جس پر دم عمد سے مصالحت ہوئی ہو یا جس پر غلام آزاد ہو
ان مذکورہ عقود میں شفعہ واجب نہیں ہوتا
کیونکہ شفعہ ہمارے نزدیک مبادلۃ المال بالمال میں لازم ہوتا ہے
اور یہ جتنے بھی اعواض ہیں وہ اعواض مالی نہیں ہیں تو اب اس میں شفعہ
کا لازم کرنا خلاف مشروع و خلاف موضوع ہے
جبکہ امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک ان عقود مذکورہ میں شفعہ ثابت ہوگا
کیونکہ یہ اعواض متقوم ہیں اگر مثل دینا متعذر ہوگا تو قیمت دینا لازم ہوگی
کما فی بیع بالعرض ۔ اس میں شفیع قیمت عرض سے لے گا
بخلاف ہبہ کے کیونکہ اس میں سرے سے عوض نہیں ہے تو امام شافعی علیہ الرحمۃ
بھی اس میں عدم ثبوت شفعہ کے قائل ہیں
اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ جب کوئی شخص گھر کا حصہ کو مہر بنائے یا
جو اس کے مشابہ چیزیں ہیں کیونکہ انکے نزدیک شفعہ نہیں ہیں مگر صرف
شرکت میں

ہم کہتے ہیں کہ نکاح میں منافع بضع کا متقوم ہونا اور اس کے علاوہ عقد اجارہ میں
متقوم ہونا ضروری ہے ضرورۃ کے پیش نظر ہے
تو حق متقوم شفعہ ظاہر نہیں ہوگا اسی طرح دم عتق غیر متقوم ہے
کیونکہ قیمت وہ کہ جو معنی خاص مطلوب میں غیر کے قائم مقام ہو
اور وہ یہاں پر متحقق نہیں
اور اسی پر یعنی کہ شفعہ کے نہ ہونے کی صورت میں کہ جب وہ نکاح کرے
بغیر مہر کے پھر اس کے لیے گھر مقرر کر دے بطور مہر کے کیونکہ یہ بضع کے مقابل
ہونے میں مفروض فی العقد ہے
برخلاف اس کے کہ جب وہ گھر کو مہر مثل یا مسمی کے بدلے بیچے کیونکہ
یہ مبادلۃ المال بالمال ہے لہذا اس میں شفعہ ہوگا
اور اگر اس نے گھر کے عوض نکاح کیا اس شرط پر کہ ہزار روپے لوٹائی گی
تو تمام گھر میں امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک شفعہ نہیں ہوگا
اور صاحبین فرماتے ہیں کہ حصہ الف ہزار روپے میں شفعہ ہوگا
کیونکہ اس کے حق میں مبادلۃ مالیہ ہے
اور وہ فرماتے ہیں معنی بیع اس میں تابع ہے ایک ہزار روپیہ لوٹانے
میں اسی وجہ سے بیع لفظ نکاح سے منعقد ہوگی اور شرط نکاح سے
فاسد نہیں ہوگی اور نکاح میں شفعہ نہیں ہے لہذا اصل میں بھی
شفعہ نہیں یعنی نکاح میں تو تابع (بیع) میں نہیں ہوگی
کیونکہ شفعہ مشروع ہے مبادلہ مالیہ مقصودہ میں حتی کہ مضارب
جب گھر کو بیچے اور اس میں نفع ہو تو حصہ نفع میں رب المال
شفعہ کا مالک نہیں ہوگا کیونکہ وہ اس میں تابع ہے

سوال

اوالصالح علیھا بالنکار ـــــ نفس مسئلہ بالدلائل واضح کریں۔

جواب۔

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ زید کی مکان میں اقامت ہے بکر یہ دعوی
کرتا ہے کہ یہ مکان میرا ہے اب زید نے ایک ہزار روپیہ دیکر بکر مصالحت
کرلی پھر عمر نے اس میں شفعہ کا دعوی کیا تو اسے شفعہ ملے گا کہ نہیں

اس میں تفصیل ہے اگر زید نے بکر کے دعویٰ کی تکذیب وغیرہ کرتے ہوئے ایک ہزار روپیہ دیکر مصالحت کی ہے تو اس صورت میں بکر کو شفعہ نہیں ملے گا کیونکہ مدعی علیہ یعنی زید نے جب بکر کے دعوے کو غلط ثابت کر دیا تو گویا اس نے مبادلہ مالیہ کا انکار کر دیا ہے اور جب مبادلہ مالیہ نہیں تو شفعہ بھی نہیں

اسی طرح اگر زید نے مدعی یعنی بکر کے دعویٰ کے متعلق کسی انکار و اثبات کے بغیر سکوت اختیار کرتے ہوئے ایک ہزار روپیہ پر مصالحت کی تو اس صورت میں بکر کو شفعہ نہیں ملے گا

کیونکہ پہلی صورت میں زید اپنے انکار سے یہ ثابت کر رہا ہے کہ بدستور مکان میرا ہی ہے البتہ جھگڑے سے بچنے کیلئے میں نے بکر کو ایک ہزار روپیہ دیکر خاموش کر دیا ہے

دوسری صورت میں اگرچہ زید نے بظاہر بکر کی تکذیب نہیں کر دیا ہے مگر سکوت زید بتا رہا ہے کہ اس نے بکر کو قسم سے بچنے اور اس کے شر کو ختم کرنے کیلئے ایک ہزار روپیہ دیکر چھٹکارا حاصل کیا ہے

لہذا اسے صریح انکار کی صورت میں بدل دیں گے یعنی پہلی صورت کے ساتھ لاحق کر دیں گے

برخلاف اس کے کہ جب یہ مصالحت کرے اس کی ملک کے اقرار کے ساتھ اور مدعی علیہ کو اس کا فائدہ صلح سے ہوتا

تو اب یہ مبادلہ مالیہ جب مبادلہ مالیہ ہوا تو اس میں شفعہ ہوگا

بہرحال جب وہ مصالحت کریں اقرار کے ساتھ یا سکوت و انکار کے ساتھ تو شفعہ لازم ہوگا کیونکہ اس کے گمان میں یہ ہے کہ مجھے اپنے حق کے عوض ایک ہزار روپیہ ملا ہے

جبکہ عوض اس کی حق کی جنس سے نہ ہو تو اب مدعی کے گمان پر عمل کیا جائے گا

سوال۔

ہبہ میں شفعہ ہوگا کہ نہیں تفصیلاً بیان کریں ـ

جواب۔

اگر ہبہ مشروط بالعوض ہو تو شفعہ اس میں ہوگا کیونکہ مشروط بالعوض ہبہ کا انتہاءً حکم بیع ہے اور جب بیع ہے تو شفعہ ہوگا اور اس میں قبضہ ضروری ہے اور موہوب اور اس کا عوض شائع نہ ہو تو یہ ابتداءً ہبہ ہے

اگر ہبہ مشروط بالعوض نہ ہو تو شفعہ نہیں ہوگا
کیونکہ اس میں ہر ایک ہبہ مطلقہ ہے ہاں مگر جب عوض دے دیا جائے گا تو ہبہ کا لوٹانا ختم ہو جائے گا

سوال۔

اگر خیار شرط سے کوئی شئ ~~خرید~~ بیچے تو آپ کیا شفیع کیلئے مشروط بالخیار والی بیع میں شفعہ ہوگا

جواب۔

جس نے شرط خیار سے بیع کی تو شفیع کو حق شفعہ نہیں ہوگا
کیونکہ شرط خیار ملک بائع کی زوال سے مانع ہے
ہاں اگر شرط خیار ساقط کر دے تو شفعہ لازم ہوگا کیونکہ اس صورت میں بائع کی ملک زائل ہو گئی
اور سقوط خیار کے وقت طلب شفعہ کی شرط ضروری ہے
کیونکہ زوال ملک بائع سے بیع سبب شفعہ بن گیا ہے

سوال۔

اگر مشتری شرط خیار لگائے تو ـــــ باالدلائل تفصیلاً بیان کریں۔

جواب۔

اور اگر مشتری شرط خیار لگائے تو شفعہ لازم ثابت ہو جائے گا
کیونکہ شراء بشرط الخیار زوال ملک البائع سے مانع نہیں ہے
اور شفعہ کی بنیاد زوال ملک بائع پر ہے
اور جب شفیع دار کو مدت خیار میں لے لے تو خیار شرط ساقط ہو جائے
اور بیع لازم ہو گی کیونکہ اب مشتری عاجز ہو گیا ہے
اور شفیع کو خیار شرط حاصل نہیں ہے کیونکہ خیار شرط شرط لگانے سے ہوتا ہے اور وہ مشتری کیلئے نہ کہ شفیع کیلئے

اور اگر دار مبیعہ کے برابر گھر کی بیع ہو رہی ہو تو شفعہ حاصل ہوگا شفیع کیلئے
اور حالانکہ اس مسئلہ میں خیار کسی ایک کو حاصل ہو
بائع کیلئے تو ظاہر ہے جب کہ اسکو خیار ہو کہ جس میں حق شفعہ دائر کیا جا رہا ہے
اس میں بائع کی ملک باقی ہے کہ شرط خیار زوال ملک بائع سے مانع ہے
اور اسی طرح جب خیار مشتری کیلئے ہو تو وہ بھی لے سکتا ہے
بعد جب مشتری شرط خیار سے دار مبیعہ کی جانب برابر گھر لے گا
تو اب اس کی جانب سے بیع کی اجازت ہوگی
بخلاف اس مسئلہ کہ وہ خریدے در حالانکہ اس نے دیکھا نہ ہو تو اس کا خیار رؤیۃ
باطل نہیں ہوگا دار مبیعہ کے برابر والے گھر کو لینے سے
کیونکہ خیار الرؤیۃ صریح ابطال سے باطل نہیں ہوتا تو دلالۃ تو بدرجہ اولی
باطل نہیں ہوگا
اب جب دار اولی کا شفیع حاضر ہوا تو اسے اختیار ہے کہ وہ گھر خریدے
نہ کہ اس کے برابر والا دوسرا گھر کیونکہ جب دوسرے گھر کو بیچا گیا
تو اس وقت اس شفیع کی ملک معدوم تھی

سوال۔
شراء فاسد میں شفعہ ہوگا کہ نہیں بالدلائل بیان کریں۔

جواب۔
شراء فاسد کے ذریعے گھر خریدا تو اس میں شفعہ نہیں ہوگا
نہ تو قبل قبضہ اور نہ بعد قبضہ
قبل قبضہ اس وجہ سے کہ شراء فاسد میں ملک بائع زائل نہیں ہوتی
اور بعد قبضہ احتمال فسخ کی وجہ سے کہ حق فسخ دفع فساد کیلئے
ثابت بالشرع ہے
اب اگر اس میں حق شفعہ ثابت کریں تو فساد مضبوط ہوگا
تو پھر حق شفعہ لینا جائز نہیں ہوگا
مخدوف سے اشکال کا جواب ہے
اشکال۔ جب مشتری کیلئے خیار رہے بیع صحیح میں اس کیلئے
بھی حق فسخ کا احتمال ہے لہذا وہاں بھی حق شفعہ سے منع کر دیں

① کیونکہ بیع صحیح میں خیار رکھا باوجود تصرف پر قادر ہے جبکہ بیع فاسد میں تصرف سے منع کیا گیا ہے۔ اتنا فرق ہے لہٰذا آپ کا قیاس کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

حالانکہ وہاں آپ شفعہ کے قائل ہیں جو اد یا کہ یہ مشتری اس کے ساتھ خاص ہے تصرف کے اعتبار سے اور بیع فاسد میں تو تصرف سے منع ہے لہٰذا آپ کا بیع فاسد کو بیع صحیح پر قیاس کرنا غلط ہوا۔ ①

سوال۔

فان سقط حق الفسخ ـــ نفس مسئلہ واضح بالدلائل کریں۔

جواب۔

اگر بیع فاسد میں حق الفسخ کو ساقط کر دیں تو شفعہ لازم ہو گا زوال مانع کی وجہ سے حق شفعہ ہو گا اگر اسکے برابر دوسرے گھر کی بیع کا گئی ہو تو شفعہ بائع کیلئے ہو گا اس حال میں جب بائع کی ملک دار اول اگر دار اول بائع کی ملک میں نہ ہو گا تو دار ثانی میں بائع کو شفعہ نہیں ملے گا شفعہ ملنے کیلئے دار اول میں ملک بائع لازم ہے اور اگر بائع دار اول مشتری کو سپرد کر دے تو اب اس کا شفیع مشتری ہو گا کیونکہ اب ملک مشتری کی ہے

اگر بائع کیلئے شفعہ کا فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ بائع نے مشتری کو سپرد کر دیا تو شفعہ باطل ہو گا جیسا کہ جب وہ حکم شفعہ سے پہلا گھر خرید ے بخلاف کے شفعہ کے فیصلے کے بعد مشتری کو سپرد کر دے کیونکہ بائع کی ملک کا باقی ہونا اس کیلئے شفعہ کے فیصلہ ہونے کے بعد شرط نہیں تو اب صرف شفعہ کے ذریعے جس کو لیا ہے وہ اس کی ملک میں باقی رہے گا۔

اگر بائع حکم شفعہ سے پہلے مشتری سے دار مبیعہ بیع فاسد کے ذریعے واپس لے تو اب بطلان شفعہ ہو گا ملکیت کے انقطاع کی وجہ سے اور اگر بعد حکم شفعہ کے واپس لے تو اب شفعہ مشتری دار ثانی کا باقی رہے گا

سوال۔

واذا اقتسم العقار ـــ نفس مسئلہ کی وضاحت کریں بالدلیل۔

جواب۔
جب چند حضرات زمین میں مشترک تھے اور پھر انہوں نے وہ تقسیم کر لی تو جار
والے حق کو شفعہ نہیں ملے گا تقسیم کاری کی وجہ سے
کیونکہ قسمت میں جدا کرنے کے معنی ہوتے ہیں اس لیے تقسیم کاری میں جبر ہوتا ہے
اور شفعہ مشروع ہے مبادلہ مطلقہ میں

سوال۔
واذا اشتری دارا فسلّم الشفیع الشفعۃ — نفس مسئلہ واضح کریں۔

جواب۔
فرماتے ہیں جب کوئی گھر خریدے تو اس وقت شفیع اپنا حق شفعہ
کو چھوڑ دے طلب نہ کرے ثم پھر مشتری اس دار کو خیار رویۃ یا خیار شرط
یا خیار عیب کی وجہ سے قضاء قاضی سے لوٹا دے تو اب پھر شفیع کو
حق شفعہ نہیں ہوگا
کیونکہ بیع ہر طرح سے فسخ ہو کر مالک کی ملکیت میں لوٹ آئی ہے
اور شفعہ جدید عقد میں ہوتا ہے
البتہ قبضہ مشتری کا اس میں دخل نہیں کہ قبضہ کر لیا ہو یا نہ کیا ہو۔

سوال۔
وان ردّھا بعیب بغیر قضاء — نفس مسئلہ بالدلائل واضح کریں۔

جواب۔
اور اگر مشتری بغیر قضاء قاضی کے عیب کی وجہ سے مشتراۃ شئے کو
لوٹا دے تو شفیع کو شفعہ ہوگا یا پھر اقالہ کریں تب بھی شفعہ ثابت ہوگا
رد بالعیب سے مراد ہے بعد از قبضہ کے مشتری رد کرے کیونکہ
قبل قبضہ رد کرنے سے اصل بیع فسخ ہو گی حق شفعہ ختم ہو جائے
گا اور شفیع کو حق شفعہ ملنے کی دلیل یہ ہے متعاقدین کا فسخ کا تعذر کرنا
ان کا حق شفعہ میں مؤثر نہ ہوگا کیونکہ حق شفیع میں بیع جدید ہے
حد بیع کے وجود کی وجہ سے وہ مبادلہ بالمال بالمال ہوتا ہے بالتراضی
اور شفیع کے جو ثالث ہے متعاقدین میں لہذا اسے اپنا حق ملے گا

اس مسئلہ میں اگر بغیر قضاء قاضی کے مبیع لوٹا دے تو بھی مسئلہ اسی طرح ہوگا
اور جامع صغیر میں ہے ولا شفعۃ فی قسمۃ ولا خیار رؤیۃ
یہاں خیار کو مکسور پڑھنے کے معنی یہ ہوگی خیار رؤیۃ سے سبب رد کی وجہ
سے شفعہ نہیں ہے کیونکہ اس میں فسخ بیع من کل وجہ سے
بالفتح روایت کرنا شفعہ پر عطف کرنا درست نہیں ہے
کیونکہ یہ روایت کتاب القسمۃ میں موجود ہے کہ قسمت میں خیار رؤیت و شرط ثابت ہوتے
ہیں۔ کیونکہ خیار رؤیت و شرط ثابت ہوتے ہیں خلل فی الرضا کی وجہ سے
ایسے عقد میں کہ جس کا لازم ہونا بالرضا ہوتا ہے اور یہ معنی قسمت میں
موجود ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب: ما تبطل بہ الشفعۃ۔

سوال۔
بطلان شفعہ کی صورتیں واضح کریں بالدلائل و بالتفصیل۔

جواب۔
① جب شفیع طلب مواثبہ کو ترک کرے علم بالبیع کے وقت حالانکہ
وہ طلب مواثبہ پر قادر بھی ہے تو بطلان شفعہ ہوگا اعراض عن الطلب
کی وجہ سے اور قدرت کی شرط اس لئے لگائی کہ اعراض عن الطلب
عند القدرۃ ثابت ہوتا ہے یعنی کہ اختیاراً ثابت ہوتا ہے اور اختیار عند القدرۃ
حاصل ہوگا
② طلب مواثبہ کیا مگر طلب اشہاد کو ترک کر دیا کہ متبایعین میں سے
کسی پر گواہ نہ بنائے اور نہ ہی زمین مشفوعہ پر گواہ بنائے
③ شفعہ کا عوض لے کر مصالحت کرے یعنی حق شفعہ چھوڑ دے
تو بھی شفعہ باطل ہو جائے گا
البتہ جس عوض پر شفیع نے مصالحت کی ہے اس کو رد کر دیں گا
کیونکہ شفعہ حق متقرر نہیں ہے وہ تو محض ایک حق تملک ہے کہ
ملک بن سکتا ہے شفعہ کے ذریعے لہذا اس کا عوض لینا درست نہیں
ہے کہ شرط جائز ہے اسقاط شفعہ درست نہیں تو شرط فاسد کا ذریعہ
بدرجہ اولی منع ہے شرط باطل ہو جائے گی اور اسقاط شفعہ صحیح ہوگا

اسی طرح بطلان شفعہ ہوگا کہ جب شفیع کو مال دے کر بدلہ میں مال دے

مثلاً قصاص کے اسقاط عوض میں مصالحت درست ہے مگر یہ حق شفعہ

اور طلاق و عتاق کے عوض میں کیونکہ طلاق و عتاق کا عوض لینا محل میں

ملک کی وجہ سے ہے تو ان میں عوض لے کر مصالحت کرنا درست ہے

اور اس کا ثمرہ یہ ہے کہ جب مخیرہ کو کہے کہ اختیار کی باالف

کر مجھے ایک ہزار کے عوض اختیار کرے یا عنین کہا کہ مجھے اختیار کر لے

تو یہ عورت فسخ نکاح کو چھوڑ کر ہزار روپے عوض پر مصالحت کر سکتی

ہے تو جب عورت اختیار کرے تو اب اس کا خیار باطل ہو جائے گا

اور عوض ثابت نہیں ہوگا کیونکہ ان کی بضع میں ملکیت ثابت ہے

اور کفالت بالنفس بطلان میں شفعہ کی منزلہ میں ہے

ایک روایت میں اور ایک روایت میں کفالۃ بالنفس باطل نہیں ہوتی

اور اس پر مال دینا بھی لازم نہیں ہے

اور کہا گیا ہے کہ لایجب المال والی روایت شفعہ میں ہے اور ایک قول

ہے کہ یہ روایت کفالت میں خاص ہے

⑥ جب شفیع خود مر جائے تو بھی بطلان شفعہ ہوگا

سوال۔

کیا موت شفیع کے بعد وراثت شفعہ ہوگی کہ نہیں۔ اختلاف

آئمہ باالدلائل بیان کریں۔

جواب۔

امام شافعی علیہ الرحمۃ کا موقف یہ ہے کہ موت شفیع سے

وراثت شفعہ جاری ہوگی

صاحب ہدایہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ

جب شفیع بعد بیع کے مرجائے شفعہ کے فیصلہ ہونے سے پہلے

ہاں اگر بعد قضاء قاضی کے نقد ثمن کی ادائیگی سے پہلے مر گیا

اور قبضہ بھی کر لیا ہو تو ورثاء کیلئے بیع کرنا لازم ہے

یہ خیار شرط کے اختلاف کی نظیر ہے

اور انکی دوسری دلیل یہ ہے کہ موت شفیع سے اسکی دار سے ملکیت زائل ہوگئی

اور ملکیت وارث کیلئے ثابت ہوئی ہے

بیع کے وجود اور قیام ملک وقت بیع کے ہوتی ہے اور شفیع کیلئے وقت

قضاء تک ملکیت کا باقی رہنا شرط ہے تو اسکے بغیر شفعہ لازم نہیں ہوگا

بالجملہ شوافع کے نزدیک وراثت میں شفعہ جاری ہوتی ہے۔

اگر مشتری مرجائے تو بطلان شفعہ نہیں ہوگا کیونکہ مستحق باقی ہے

اور وہ شفیع ہے نہ کہ مشتری اور نہ اسکے سبب حق میں کوئی تغیر واقع

ہوا

حتی کہ اگر شفیع کے دین کا عوض دار مشفوعہ کو بیچا جائے

اگرچہ قاضی بیع کرے یا وصی یا مشتری خود وصیت کر گیا ہو

تمام صورتوں میں شفیع کو حق حاصل ہے وہ انکو (بطلان) باطل کردے

کیونکہ اس کا حق ان پر مقدم ہے

حتی کہ حیات مشتری میں مشتری کے تصرفات شفیع باطل کر سکتا ہے

⑤ جب شفیع کو جس گھر کی وجہ سے حق شفعہ حاصل ہو رہا تھا

اسکی بیع کردی تو بطلان شفعہ ہوگا

سبب استحقاق کے زوال کی وجہ سے قبل المتملک مالک الدار بننے سے

پہلے اور سبب اتصال ملک اور اس سبب کا زوال کی وجہ سے

بطلان شفعہ ہوا ہے

اگرچہ شفیع کو شراء مشفوعہ کا علم نہ ہو جیسے کہ شفیع بعد البیع شفعہ

کو چھوڑ دے صراحتہ یا دین سے براءت جائے حالانکہ اسے علم نہ ہو۔

کیونکہ ان دو صورتوں میں اسکی تسلیم جائز ہے

اور یہ بخلاف اس مسئلہ کے جب شفیع اپنا گھر کو بیچے شرط خیار کیساتھ

کیونکہ اس میں اسکی ملکیت زائل نہیں ہوئی

شرط خیار مانع زوال ملک ہے تو اب اس کا اتصال برقرار رہا

سوال۔

وکیل البائع اذا باع وھو الشفیع ۔۔ نفس مسئلہ واضح کریں بالدلائل۔

جواب۔

بائع نے دار کو بیچنے کیلئے جس کو وکیل بنایا اور وہ ہی شفیع نکلا تو اس کیلئے حق شفعہ نہیں ہوگا

اور مشتری نے گھر شراء دار کیلئے کسی کو وکیل بنایا اور وہ خود شفیع نکلا تو اب اس وکیل مشتری کو حق شفعہ حاصل ہو سکتا ہے

اصول یہ ہے کہ جس نے بیچا یا جس کیلئے بیچا گیا تو اس میں شفعہ نہیں ہے ہاں جس نے خریدا یا جس کیلئے خریدا گیا تو اب اس کیلئے حق شفعہ حاصل ہوگا

کیونکہ وکیل بائع کو اگر ہم شفعہ دیں تو اس کا توڑنا لازم آئے گا جو اس کی جانب سے مکمل ہوا ہے اور وہ بیع ہے

بصورت شفعی شراء مشتری نہیں ٹوٹتی اخذ بالشفعہ کے ذریعہ

کیونکہ شفعہ بھی مثل شراء کے ہے

اسی طرح اگر بائع کی جانب کسی شخص پر تاوان ہو اور جس پر تاوان ہو وہ خود شفیع نکلا تو اب اس کیلئے شفعہ نہیں ہے

اور اسی طرح جب کوئی فروخت کرے اور اپنے غیر کیلئے شرط خیار رکھے تو اس غیر نے بیع کو نافذ کردیا اور وہ خود غیر شفیع نکلا تو اس کیلئے شفعہ نہیں۔ کیونکہ اس کے بیع کو نافذ کرنے سے بیع تام ہوگئی

اب اگر اس کو حق شفعہ بھی دیں تو اسی بیع کا نقض لازم آئے گا

اور اسی طرح اگر مشتری کسی غیر کیلئے شرط خیار رکھے اور وہ غیر بیع کو نافذ کردے اور خود شفیع بھی ہو تو اسکو حق شفعہ ملے گا

سوال۔

واذا بلغ الشفیع انھا بیعت ۔۔ نفس مسئلہ بالدلائل واضح کریں۔

جواب۔

جب شفیع کو خبر دی گئی کہ فلاں گھر ایک ہزار درھم کے بدلے

بیچا گیا ہے یہ قیمت سن کر شفیع دستبرداری کا اظہار کر دیا پھر اسے علم ہوا کہ وہ اس سے کم میں بیچا گیا یا گندم کے عوض یا گیہوں کے عوض بیچا گیا کہ جس کی قیمت ہزار یا زیادہ ہے تو اس کی دستبرداری لغو ہے

اسے حق شفعہ ملے گا

کیونکہ رکن ب اولا دستبرداری کی تو ثمن میں زیادتی کی وجہ سے

اور جو جنس ثمن کی خبر اسے پہنچی تھی تو وہ دینا اس کیلئے متعذر ہے

اور دوسری صورت کہ جب گندم وغیرہ کا عوض میں بیچا گیا کیونکہ جنس میں تفاوت ہوتا ہے کہ کسان کیلئے گندم وغیرہ ذریعہ دینا بمقابل درہم کے آسان ہے

اسی طرح ہر مکیلی وموزونی یا عددی متقارب کے عوض

بخلاف اس دستبرداری کے کیونکہ یہ صورت جو بیان کی جائے گی یہ باطل ہو جائے گی

کہ جب شفیع کو معلوم ہوا کہ دار سامان کے عوض بیچا گیا ہو جس کی قیمت ہزار روپیہ ہو یا اس سے زائد کیونکہ اس میں قیمت دینا لازم ہوگی اور یہ دراہم و دنانیر ہے

اور اگر واضح ہو کہ گھر کی فروخت دنانیر کے عوض ہوئی ہے کہ جس کی قیمت ہزار ہے تو اس کا شفعہ نہیں ہے

امام زفر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس صورت میں بھی اس کیلئے شفعہ ہوگا اختلاف جنس کی وجہ سے

ہماری دلیل

کہ جنس ثمنیت میں متحد ہیں

سوال۔

واذا قیل لہ ان المشتری فلان ـــــ نفس مسئلہ واضح کریں بالدلائل تفصیلاً

جواب۔
جب شفیع سے کہا گیا کہ دارِ مشفوعہ کا فلاں مشتری ہے
تو اس مشتری کی وجہ سے دستبرداری کردی ہے پھر شفیع کو معلوم
ہوا کہ وہ فلاں مشتری نہیں ہے بلکہ دوسرا ہے تو اب اس کیلئے
شفعہ ہوگا اور دستبرداری لغو ہوگی
ہمسائیگی کے اختلاف کی وجہ سے شفیع نے دستبرداری کی تھی جب پتہ چلا کہ وہ
مشتری نہیں تو اب اس کیلئے حق شفعہ ہوگا
کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس ہمسائیگی سے راضی نہ ہو
اور اگر اسے معلوم ہوا کہ زید ہی مشتری ہے اور اسکے ساتھ بکر بھی مشتری
ہے تو اسے اختیار ہے کہ بکر کے حصہ میں شفعہ لے
کیونکہ دستبرداری بکر کے حق میں نہیں ہے
اور اگر اسے نصف دار کی شراء کا علم ہوا اور اس نے دستبرداری کردی
پھر اسے شراء کل کا علم ہوا تو اس کیلئے شفعہ ہوگا
کیونکہ دستبرداری ضرر شرکت کی وجہ سے ہے اور شراء کل میں کوئی شرکت نہیں
ہے اور اسکے عکس میں شفعہ نہیں ہوگا
یعنی کہ اسے شراء کل کا علم ہوا تو اس نے دستبرداری کردی
اور پھر علم ہوا کہ شراء نصف ہے تو اب شفعہ لازم نہیں ہوگا
کیونکہ کل میں دستبرداری کرنا بعض میں دستبرداری کرنا ہے

فصل

سوال۔
شفعہ کے حیلے بیان کریں بالدلائل

جواب۔
اور جب گھر بیچے اور شفیع سے بچنا چاہتا ہے تو اس کا شرعی حیلہ
یہ ہے کہ وہ گز جو شفیع کے گھر کے متصل لمبائی میں اسے نہ بیچے تو اب شفیع
شفعہ نہیں ملے گا کیونکہ اب اس کا حق صرف اس لمبی گز میں ہے
کیونکہ جوار منقطع ہو گیا بقیہ دار سے
اور پھر وہ گز مشتری کو ھبہ کردے یا ہبہ کردے کیونکہ ہبہ میں

حق شفعہ نہیں ہوتا اور تسلیم کی صورت میں چونکہ مشتری شریک فی نفس المبیع ہے
اور اس کا حق مقدم ہے جو اس سے (۳) لئے شفعہ جوار کو نہیں ملے گا
دوسرا حیلہ یہ ہے کہ زیادہ حصہ خرید کر جس میں شفیع کا حق شفعہ ہے
پھر بقیہ خریدے تو اب شفیع بقیہ حصہ میں جوار کی وجہ سے مستحق ہے
کیونکہ شفیع دونوں حصوں میں جار تھا مگر مشتری پہلے حصہ خریدنے کی وجہ سے
اب مشتری شریک فی نفس المبیع ہوا اور اس کیلئے حق مقدم ہے
اب اگر وہ حیلہ کا ارادہ کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ پہلے حصہ کو تمام ثمن کے عوض دیتا
دے یعنی اس چھوٹے سے حصہ کو گراں قیمت میں خریدے بعد پھر ایک درھم کے
عوض پورے گھر کو بیچ دے
اور اگر گھر کو خریدے گراں قیمت میں پھر اسے کپڑا دیں عوض کے طور پر
تو شفعہ ثمن سے ہوگا نہ کہ کپڑوں سے
کیونکہ بائع و مشتری کے مابین کپڑے کے عوض دینا ایک دوسرا عقد ہے
اب شفیع اگر اسے لینا چاہے تو ثمن کے ذریعے لے گا اور ثمن گراں قیمت میں
ہے لہٰذا وہ چھوڑ دے گا
صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ یہ دوسرا حیلہ جوار و شرکت دونوں کو عام ہے
تو اب مشتری کو بائع دگنا قیمت میں وہ حصہ دے اور بقدر قیمت کے
بائع کو کپڑا دے دے
ہاں البتہ اگر مستحق دار نکل آیا تو بائع کو مشقت ہوگی کہ اسے
ثمن دینا پڑے گا جو کہ کافی گراں ہے
اور بہتر یہ ہے کہ بائع و مشتری بیع صرف کریں تو جب مستحق دار نکل آئے
تو بیع صرف باطل ہو جائے گا تو صرف ایک دینار کو واپس کرنا پڑے
نہ کہ اسکے علاوہ تو اب بیع صرف کی صورت میں بائع ضرر سے
محفوظ رہے گا
سوال۔
حیلہ کی شرعی حیثیت کیا ہے اختلاف آئمہ بالدلائل واضح کریں۔

جواب۔

اسقاط شفعہ میں حیلہ مکروہ نہیں ہے عند ابی یوسف اور امام محمد علیہ الرحمۃ کے نزدیک حیلہ مکروہ ہے کیونکہ شفعہ مشروع ہے دفع ضرر کیلئے اور اباحت حیلہ میں خود ضرر ہے لہذا مکروہ ہے حیلہ کرنا۔

امام یوسف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

کہ ضرر نہیں اس میں کیونکہ شفعہ ثابت شدہ حق نہیں ہے لہذا اس میں حیلہ کرنے سے اسے ضرر نہیں ہے

مسائل متفرقہ

سوال۔

واذا اشتری خمسۃ نفر دارا ۔۔۔ نفس مسئلہ بالدلائل واضح کریں۔

جواب۔

جب پانچ بندے ایک گھر خریدیں ایک فرد سے تو شفیع کیلئے یہ حکم ہے ان میں سے کسی ایک کے حصہ کا حق شفعہ دائر کرے اور اگر ایک نے پانچ بندوں سے گھر خریدا ہے تو شفیع چاہے تو مکمل لے لے یا پھر پورا گھر کو چھوڑ دے

ان میں فرق یہ ہے کہ دوسری صورت میں ہے پورے کو لے یا پورے چھوڑے اگر بعض کو بطور شفعہ لیتا ہے تو سودا متفرق ہو جائے گا مشتری پر تو تفرق صفقہ کی وجہ سے زیادہ ضرر لازم ہو جائیگی اور پہلی صورت میں چونکہ ~~ان میں~~ شفیع ان میں سے کسی ایک کے قائم مقام ہوتے ہیں لہذا تفرق صفقہ نہیں ہو گا

اور البتہ اس میں فرق نہیں ہے کہ قبل قبضہ ہو یا بعد قبضہ یعنی کہ مشتری نے دار پر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو تو شفعہ طلب کر سکتا ہے مگر قبل قبضہ کیونکہ جب مشتری نے واجب القیمۃ ادا کر دی ہے لیکن دوسروں نے نہیں کی تو کیا جائے کہ انتظار کرکے دوسرے قیمت ادا کر دیں تاکہ بائع پر تفریق لازم نہ آئے

بخلاف قبضہ مبیع کے بعد وہاں تفریق پر لازم نہیں ہے

اب ہر ایک کو بیان بائع نے ہر ایک کی الگ الگ قیمت بیان کی ہو یا مجموعی طور پر بیان کی ہو۔ تفریق صفقہ لازم آئے گا کیونکہ اس میں بعض قبول پر ہے انکو کہ تفریق ہوئی تو شفیع کیلئے شفعہ لینا صحیح نہ ہوگا

سوال۔ ومن اشتری نصف دار غیر مقسوم

نفس مسئلہ واضح کریں بالدلائل۔

جواب۔ اور جس نے غیر مقسوم نصف دار خریدا تو بائع نے تقسیم کر دی تو اب شفیع اس مشتری کے تقسیم شدہ حصہ کو بطور شفعہ کے لے گا یا پھر اسے چھوڑ دے گا یہ دونوں اسے اختیار حاصل ہیں کیونکہ تقسیم کاری تمام قبضہ میں سے اس وجہ سے اس میں اتمام تکمیل انتفاع ہے کامل نفع ہے اسی وجہ سے بعد میں تقسیم کاری سے قبضہ تام ہو جاتا ہے اور شفیع اب اس قبضہ کو ختم نہیں کر سکتا کر دہ دار مقسوم کا آدھا حصہ بائع کی طرف لوٹا دے اگرچہ کے نقض قبضہ میں اس کیلئے نفع ہو بائع کی طرف ذمے داری کے لوٹنے کی وجہ سے تو اسی طرح جو تمام قبضہ میں سے ہے یعنی قسمت تو اسے بھی ختم نہیں کر سکتا۔ بخلاف اس مسئلہ کے جس میں شریکین میں سے کسی ایک نے اپنا حصہ فروخت کر دیا ہو دار مشترک میں سے پھر مشتری نے ان میں سے کسی کے ساتھ بٹوارہ کر دیا کہ جس نے اپنا حصہ نہیں بیچا تو یہاں شفیع نقض قسمۃ کر سکتا ہے کیونکہ جس کے ساتھ مشتری نے بٹوارہ کیا اس کے ساتھ عقد واقع نہیں ہوا تو یہ قسمت تمام قبضہ میں سے نہیں ہوگی جو کہ حکم عقد سے بلکہ یہ تصرف ہے حکم ملکیت کے ساتھ ہے لہذا اب شفیع اس نقض قسمت کا مالک ہوگا

پھر مختصر قدوری میں شفیع کیلئے مطلق لینے کا ثبوت اس بات کی دلیل کی طرف اشارہ ہے

شفیع
کہ مشتری نصف حصہ لے کسی بھی جگہ سے اور یہی مروی ہے امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ سے کیونکہ مشتری اپنے حق کو تقسیم کرتے باطل کرنے کا مالک نہیں ہے
اور امام اعظم الرحمۃ فرماتے ہیں
جہاں سے سبب شفعہ متحقق ہو رہا ہے یعنی جس کی وجہ سے شفیع حق شفعہ کا مالک ہوا ہے تو اس جگہ کو اس نصف حصہ کو خریدے گا

سوال
ومن باع دارا ـــــ نفس مسئلہ واضح کریں بالدلیل ـ

جواب ـ
جب کسی نے گھر فروخت کیا اور اس کیلئے عبد ماذون ومدیون ہے تو اس کیلئے شفعہ ہوگا
اسی طرح جب عبد ماذون کو بائع ہو تو مولا کیلئے شفعہ ہوگا
کیونکہ شفعہ کے ذریعے لینا وہ کو ثمن کے عوض مالک بننا ہے
تو یہ بمنزلہ شراء کے ہے
لہذا عبد ماذون مدیون ہو تو یہ اس کیلئے مفید ہے کہ یہ غرماء کیلئے تصرف کرے گا
بخلاف جب دین نہ ہو تو اس صورت میں یہ اپنے مولا کیلئے فروخت کرے گا لہذا اس کیلئے شفعہ نہیں ہے جس کیلئے فروخت کی گئی ہو

سوال ـ
وتسلیم الاب والوصی ـــــ نفس مسئلہ واضح بالدلیل کریں

جواب ـ
بچہ کے حق شفعہ سے باپ یا وصی دستبرداری کرے ~~تو مسئلہ~~
امام صاحب اور امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کے نزدیک یہ دستبرداری جائز ہے
جبکہ امام ~~ابو یوسف~~ محمد علیہ الرحمۃ وزفر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ـ
کہ بچہ اپنے شفعہ کا مالک ہوگا بالغ ہونے کے بعد
علماء فرماتے ہیں اسی اختلاف پر ہے جب انکو بچہ کے جوار کا دار کا فروخت کی خبر پہنچی تو انہوں طلب نہ کیا

اور اسی پر وکیل کا طلب شفعہ سے دستبرداری کرنا ہے

امام محمد علیہ الرحمۃ اور زفر کے نزدیک دلائل ہے

امام محمد علیہ الرحمۃ اور زفر کے نزدیک اسکا ابطال کے
کر حق شفعہ صغیر کیلئے حق ثابت ہے تو وہ دونوں
مالک نہیں ہونگے جیسے کہ بچہ کی دیت و قصاص
اور کیونکہ شفعہ مشروع ہے دفع ضرر کیلئے تو اب اس کو باطل کرنا
الطابجہ کو ضرر دینا

امام اعظم و امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ ہے
کہ حق شفعہ میں معنی تجارۃ ہے تو باپ و وصی اسکے ترک
کے مالک ہیں
کیا آپ نہیں دیکھتے اگر کوئی بچہ پر لازم کرے تو باپ وصی کی طرف
سے رد کرنا صحیح ہے
اور کیونکہ یہ نفع و ضرر کے مابین دائر ہے اور کبھی شفقت اس میں
ہوتی ہے کہ ترک کر دیں گے تاکہ ثمن اپنی ملک میں رہے
اور ولایۃ انکی نظری ہے تو یہ دونوں ترک مالک ہیں
اور ان دونوں کا سکوت عن الطلب الشفعہ اعراض عن الشفعہ کی
دلیل ہے یہ ترک اس وقت ہے کہ جب اسکی قیمت کی مثل
فروخت ہو اگر قیمت سے زیادہ فروخت ہو کہ غبن فاحش نہ ہو
تو اس میں دستبرداری جائز ہے
کیونکہ یہ محض نظر ہے شفقت ہے اور ایک قول ہے کہ دستبرداری
بالاتفاق صحیح نہیں ہے کیونکہ اب وصی لینے کے اخذ کے مالک
نہیں تو دستبرداری کے بدرجہ اولیٰ مالک نہیں تو یہ اجنبی کی طرح
ہے

اور اگر بیع ہو کافی کم قیمت میں تو اب وصی کی جانب سے
دستبرداری درست نہیں امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک
اور امام یوسف علیہ الرحمۃ سے اس کے حوالے سے کوئی
روایت نہیں ہے

تمت بالخیر ـــــ